رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۰۳

آؤ لوگو کہ یہین نور خدا پاؤ گے ✤ لو تمہین طور تسلّی کا بتایا ہے ہمنے

ریویو آف ریلیجنز

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر

جلد ۴ بابت ماہ فروری ۱۹۰۵ء نمبر ۲

فہرست مضامین

سالانہ چندہ

"اختیار الاسلام"

اس کتاب پر ایک بہت مختصر سا ریویو بسبب کمی گنجایش کے گزشتہ اشاعت مین لکھا گیا تھا۔ اس زمانہ مین مذہبی مباحثات ایسے عام ہو گئے ہین کہ قریبًا قریبًا ہر ایک خواندہ آدمی کیلیے یہ ضروری ہو گیا ہے کہ وہ مختلف مذاہب کے اصولون سے واقفیت حاصل کرے۔ ہمارے مخالف مذاہب نے یہ عجیب طریق اختیار کر رکھا ہے کہ مذہب اسلام کی برکات کی طرف جو مذہب کی اصل روح ہے توجہ نہین کرتے اور نہ ہی ان برکات کے بالمقابل اپنے مذاہب مین کوئی خوبی دکھا سکتے ہین صرف اعتراضون پر زور ہے پس ایسی حالتین ہر ایک مسلمان کیلیے ضروری ہے کہ وہ آریہ وغیرہ مذاہب کے اصول اور ان اصولون پر جو زد واقع ہوتی ہے اس سے پوری پوری واقفیت حاصل کرے اس غرض کیلیے کتاب ... اختیار الاسلام جو ماسٹر عبد الرحمن صاحب نے نہایت محنت اور جانفشانی سے تالیف کی ہے اور جس مین آریہ مذہب کے اصول کی غلطیان دکھائی گئی ہین نہایت مفید ہے امید ہے ہمارے دوست اسکی اشاعت مین پوری کوشش کرینگے۔ ایڈیٹر

جہانتک میرے مولے کریم نے مجھے فہم عطا فرمایا ہے مین دلیری سے اس کہنے کی جراٴت کرتا ہون کہ حق کے طالب ایک طرف ترک اسلام اور دوسری طرف "مین مسلمان ہو گیا" پڑھین غالبًا ناظرین کو یقین ہو گا حق کیا چیز اور حق کی پیاس کیا چیز ہے اور اسکے نتائج کیا ہین

نور الدین از قادیان

کتاب اختیار الاسلام علی الجملہ فی الجملہ بہت عمدہ اور لطیف ہے اور ہماری امیدون سے بڑھکر مفید تالیف کی گئی ہے یہ کتاب نہایت دردمندی اور جانگداز محنت سے تالیف ہوئی ہے بہتون کی ہدایت کا موجب ہو گی انشاء اللہ تعالے

عبد الکریم از قادیان

(نوٹ) تمام درخواستین ماسٹر عبد الرحمن صاحب مدرس مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کے نام آنی چاہئین۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم

پردہ

۳- پردہ کی ضرورت

گزشتہ اشاعت مین اسلامی پردہ کے حدود بیان کرنیکے بعد ہم نے پردہ پر بعض اعتراضوں کا جواب دیا تھا اور یہ دکھایا تھا کہ یہ سب اعتراض صرف ناسمجھی کیوجہ سے ہین ورنہ پردہ عورتونکو ضروری تعلیم کے حاصل کرنے اور ضروری کاروبار کے کرنیسے نہین روکتا۔ اب تیسرا سوال پردہ کے متعلق یہ پیدا ہوتا ہے کہ پردہ کی ضرورت کیا ہے۔ قبل اس کے کہ عام طور پر اس سوال پر بحث کی جاوے یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مختصراً کسیقدر ذکر ان تحریکون اور تجویزون کا کیا جاوے جو آجکل ہندوستان مین بعض تعلیم یافتہ مسلمان پردہ کے دور کرنیکے لئے کر رہے ہین۔ سب سے پہلے یہ بات بیان کرنیکے لایق ہے کہ قرآن شریف سے پردہ کی منسوخی کے دلایل تلاش کرنا جیسا کہ بعض نوتعلیم یافتہ جنٹل مین کر رہے ہین ایک عبث کوشش ہے ان مخالفین پردہ کا اگر یہ منشاء ہوتا کہ پردہ کی موجودہ صورت مین کسی قدر تغیر کرکے اُس کے بیجا تشدد کو دور کیا جاوے تو اور بات تھی مگر یہ لوگ تو اس امر کے درپے ہین کہ جس بیباکانہ آزادی سے یورپ کی عورتین غیر محرم مردون کے ساتھ ملتی جلتی ہین اسی طرح مسلمان عورتون کو بھی ملنا جلنا چاہئے۔ مگر قرآن شریف اس کی تائید نہین کرتا اور آیتون کے معنون پر اس وقت بحث کو چھوڑ کر ہمارے نزدیک وہی دو آیتین جن مین عورتون کو زینت کے چھپانے کا اور مردون اور عورتون کو غض بصر اختیار کرنیکا حکم دیا گیا ہے۔ مغربی عورتون کی صد درجہ کی آزادی کی اس قدر صاف اور کھلی تردید کرتی ہین کہ جس سے مہذب پارٹی کو بھی انکار نہین ہوسکتا۔ اسلامی عورتون کا یہ حیادار طریق یعنی اپنی زینت کو چھپا کر باہر نکلنا اور وہ بھی صرف ضرورت کے لیئے۔ اور پھر مردون اور عورتون کا ایک

دوسرے کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنے سے پرہیز کرنا جس کا حکم قرآن کریم دیتا ہے۔ یورپ جیسی سوسائٹی مین کس طرح قایم رہ سکتا ہے۔ جہان ہر شخص اس بات کو اپنے لیے باعث فخر و عزت سمجھتا ہے کہ کسی مشہور خوبصورت عورت کے پاس بیٹھنے یا اس سے ہاتھ ملانے یا گفتگو کرنے یا ناچ کی مجلسو نمین اس کے ہاتھ کو ہاتھ مین لے کر ناچنے کا موقعہ اُسے ملے۔ اور یہ اس غرض سے نہین کیا جا کہ ان باتون سے مرد یا عورت کے علم مین کوئی ترقی ہوتی ہے جیسا کہ مسٹر دلاور حسین خیال کرتے ہین بلکہ محض اُن جذبات کے تقاضا کو پورا کرنے کے لیے جو خوبصورت عورتون کو دیکھ کر جوش مین آتے ہین۔ پھر جس طرح بناؤ سنگار کر کے مغربی عورتین باہر نکلتی اور غیر محرم مردون کے ساتھ ملتی جلتی ہین وہ بھی قابل غور ہے۔ انیسوین صدی کی ایک عورت مصنف ان الفاظ مین ان عورتون کی تصویر کھینچتی ہے "دور سے جب ایک عورت کی شکل نمودار ہوتی ہے تو اس کے لباس کی بھڑک چلنے والون کو خود بخود اپنی طرف متوجہ کرتی ہے اور اس کے قسم قسم کے چمکتے ہوئے رنگ اور جواہرات اور چمکیلا لباس۔ اُس کا طرح طرح کے پھول سے اوپر خوبصورتی کا تاج رکھا ہوا اور زیب و زینت کے عجیب و غریب ہلکے پھلکے سامان اور آرایش کو بڑھانے کے لیے نازک سفید تاگون پر پر لگائے ہوئے جو سورج کی ہر شعاع کے ساتھ اور ہوا کی ہر حرکت کے ساتھ چمکتے اور ہلتے اور کانپتے ہین۔ یہ سب باتین دیکھنے والے کو امید دلاتی ہین کہ ان چمکیلے لباسون کے نیچے فلورا کا خوبصورت اور دلکش چہرہ چمکتا ہوا دکھائی دیگا۔ اور جب وہ قریب آتی ہے تو سب آنکھین اُس کی طرف ایسی متوجہ ہوتی ہین کہ گویا باد صبا بھی اُس کی خوبصورتی کی ایک جھلک لینے کے لیے ٹھہر جاتی ہے"۔ اب ایک طرف اس تصویر کو رکھ لو اور دوسری طرف قرآن شریف کے اس پُر حکمت حکم پر غور کرو کہ عورتین اپنی زینت کو چھپا کر باہر نکلین اور پھر بتاؤ کہ کیا قرآن شریف ان عورتون کی پیروی کی تعلیم دے سکتا ہے۔ جو باہر نکلنے سے پہلے کئی گھنٹے صرف بناؤ سنگار اور لباس کی آرایش پر صرف کر دیتی ہین۔ صرف اِس غرض سے کہ جب وہ باہر نکلین تو غیر محرم مرد ان کی شکلون کو دیکھکر حظ اٹھائین اور ان کے لباسون کی اور اُن کی خوبصورتی کی تعریف کرین۔ کیا وہ لوگ جو پردہ کی منسوخی کے درپے ہو رہے ہین اس بات کو پسند کرتے ہین کہ ان کی مائین اور بیویان اور لڑکیان اور بہنین اسی طرح باہر نکلین اور غیر محرم مردون کے ساتھ جدھر جی چاہے چلی جاوین۔ اگر یہی ان کی خواہش ہے تو کس چیز نے ابتک اُن کو روکا ہوا ہے۔

مخالفین پردہ نے پردہ کے ابتدا کی تاریخ بھی اپنے ذہن سے ہی گھڑلی ہے۔ محمد ابراہیم قریشی اخبار مسلم ریفارمر مین جو برعکس نہند نام زنگی کافور کا مصداق ہے لکھتا ہے کہ اسلامی دُنیا مین پردہ بنی اُمیہ کے عہد سلطنت مین رایج ہوا اور اس سے پہلے مسلمان پردہ یا حجاب کے نام سے بھی واقف نہ تھے نئے اسباب راقم مضمون کے نزدیک یہ پیدا ہو گئے کہ "خلفاے بنی امیہ کی اوباشانہ بدکاری اور کھلا کھلا فسق و فجور" اس حد تک پہونچ گیا تھا کہ "وہ شرفا کے گھرون مین زبردستی داخل ہو کر بدکاری کے مرتکب ہونے لگے"۔ ہم یہ کہنے پر مجبور ہین کہ یہ ایک سیاہ اور کھلا کھلا جھوٹ ہے اور راقم مضمون سوائے اپنے بدخیالات کے اور کوئی شہادت اس بیان کی تائید مین پیش نہین کر سکتا۔ پس چونکہ یہ اس نے خود بخود ایک بات گھڑلی ہے اور تاریخی شہادت اس کی ایک ذرہ بھی نہین۔ اس لیے اسکے متعلق اسیقدر کہنا کافی ہے۔ برخلاف اسکے تاریخ سے یہ صاف اور صریح شہادت ملتی ہے جس سے انکار کرنا محض حماقت ہے کہ پردہ کا حکم قرآن شریف مین آنحضرۃ صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا اور آپ نے اور آپ کے صحابہ نے اسپر عمل کیا۔ محدثین بالاتفاق یہ بیان کرتی ہین کہ آیت حجاب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ پس اگر پردہ کوئی شے ہی نہ تھا اور بنی اُمیہ کے وقت تک لوگون کو پردہ کے نام سے بھی واقفیت نہ تھی تو حجاب کا مفہوم کیا تھا۔ اصل مین راقم مضمون نے آریہ سماج کی نقل کی ہے جو کہا کرتے ہین کہ ان کے درمیان پردہ مسلمان بادشاہون کی جابرانہ کارروائیون کے سبب سے جاری ہوا کیونکہ وہ لوگ ان کی لڑکیونکو زبردستی پکڑ کر لیجاتے تھے ان سب بیہودگیونکا صرف ایک ہی جواب ہے کہ اگر ان خود تراشیدہ باتون کا کوئی تاریخی ثبوت پیش نہین کیا جاسکتا تو یہی ایک بات دنیا پر ان کا جھوٹ ثابت کرنیکے لیے کافی ہے کیونکہ ان باتون کی غرض سوائے اسکے کچھ نہین کہ محض عناد کی وجہ سے بعض اشخاص کو بدنام کیا جاتا ہے۔ البتہ مسلمان بادشاہون کی "اوباشانہ بدکاریون" کے جو وجوہات راقم مضمون نے بیان کیئے ہین وہ قابل توجہ ہین وہ کہتا ہے کہ "شرابخوری ان کا سب سے بھاری عیب تھا اور شرابخوری کا نتیجہ یہ ہوا کہ سوسایٹی کے قواعد کی کوئی پروانہ کرکے ان کو کھلے طور پر توڑا گیا"۔ اب ایک بچہ بھی جانتا ہے کہ شرابخوری مسلمانون پر کبھی غالب نہین ہوئی۔ اگرچہ خوف ہے کہ اب یہ ان لوگون کی تباہی کا موجب نہ ہو جاوے جو ہر ایک مغربی رواج کے ایسے دلدادہ ہوئے ہین کہ

ان کی کھلی کھلی بدیون کو بھی مفید سمجھ کر آنکھین بند کرکے ان کے پیچھے لگے ہوئے ہین۔ ہم تسلیم کرتے ہین اور قرآن شریف بھی یہی تعلیم دیتا ہے کہ شرابخوری دنیا کی بہت ساری بدکاریونکی جڑ ہے۔ لیکن شرابخوری ہمیشہ سے عیسائی قومون کے اندر لعنت کا موجب رہی اور اب بھی ہے اس مقدس اور مطہر نبی نے جسکو خدا نے اپنے ہاتھ سے ہر ایک عیب سے پاک رکھا اور ہر ایک بدی کے بدنتایج پر اطلاع دی۔ اسلام کے بابرکت اصولون مین ممانعت شراب کا ایسا مقدس اصول جاری کیا کہ اس کی قوت قدسی کے سبب سے جو اُسکے پیروؤن مین مقناطیس کی طرح اثر کر گئی آج تک شراب سے ایسی نفرت چلی جاتی ہے جیسے خنزیر سے۔ اور اگرچہ اور بہت سارے اخلاقی حالات مین مسلمان اس اعلے مقام سے گر گئے ہین جس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہین قایم کیا تھا۔ مگر شراب سے وہ اب بھی بہت ہی بچے ہوئے ہین۔ اگرچہ اب یہ بدی ان لوگون کے درمیان رواج پاتی جاتی ہے جو بزعم خود مغربی تہذیب کے پیچھے لگ کر مہذب بن گئے ہین یا بن رہے ہین۔ پس اگر شرابخوری ان قواعد کو توڑنیوالی ہے جو تمدن انسانی مین مرد و عورت کے میل جول مین ملحوظ رکھے جانے ضروری ہین اور تجربہ نے ثابت کر دیا ہے کہ بیشک شرابخوری کا مرض کل دنیا سے بڑھکر پھیلا ہوا ہے۔ اور سخت طاعون کی طرح نفوس کو ہلاک کر رہا ہے۔ بیشک یورپ ایسی جگہ ہے جہان ضرور ہے کہ انسانی تمدن اور انسانی اخلاق کے ان قواعد کو توڑا گیا ہو اور ان سے لاپروائی دکھائی گئی ہو۔ پس حقیقی معلم کا یہ فرض ہے کہ وہ مغرب کے تمدنی رواجون کو جو کثرت شرابخوری کے سبب سے نقصون سے خالی نہین ہو سکتے غور سے دیکھے اور امتحان کرے اور ان کی ظاہری کششون کا دلدادہ ہو کر دھوکہ مین نہ آجاوے۔

ان امور کو مدنظر رکھ کر یہ کہنا پڑتا ہے کہ مخالفین پردہ کی یہ کوشش کہ منسوخی پردہ کو ایک مذہبی فرض سمجھ لیا جاوے مضحکہ آمیز کوشش ہے۔ اور اگرچہ ہم نہین کہہ سکتے کہ محض انسانی کمزوری کی وجہ سے کسی مذہبی اصول پر کاربند نہ ہونیکا نتیجہ کسی شخص کے حق مین کیا ہوگا۔ مگر اس سے کسی کو انکار نہین ہو سکتا کہ جو شخص اسلام کے مذہبی اصولون کو جڑ سے اکھاڑنا چاہتا ہے اور کھلم کھلا ان کی تردید کرتا ہے اس کا مسلمان ہونیکا دعوے باطل ہے۔ لیکن اصل سوال سے اسکا کچھ تعلق نہین کیونکہ پردہ کے سوال کو ہم اسی حد تک محدود نہین رکھنا چاہتے کہ اسلام نے پردہ کا حکم دیا ہے بلکہ ہم پردہ کی ضرورت کو عقلی طور پر دیکھنا چاہتے ہین۔ سو سب سے اول سوال

یہ ہے کہ اس وقت کونسی ایسی تمدنی ضروریات اس امر کی مقتضی ہو رہی ہین کہ پردہ کو دور کیا جاوے۔ اس کے جواب مین مخالفین پردہ یا مخالفین اسلام کی طرف سے یہ جواب دیا جاویگا کہ سب سے اول ضرورت رواج پردہ کو منسوخ کرنے کی یہ ہے کہ تا عورتین تعلیم حاصل کرسکین اس کے متعلق ہم مضمون کے پہلے حصہ مین اعتراضون کا جواب دیتے ہوئے بیان کر چکے ہین۔ کہ عمدہ سے عمدہ تعلیم جس کی اس وقت ضرورت ہے پردہ کے ساتھ بھی دیجا سکتی ہے اور تعلیم کے لیے عورتون کی بے پردگی ضروری نہین ہے۔ سن بلوغ تک لڑکیان نہایت عمدہ تعلیم حاصل کرسکتی ہین اور اس وقت تک ان کو پردہ کرنے کی ضرورت نہین ہے اور اسکے بعد بھی اگر کوئی عورت اپنی تعلیم کو جاری رکھنا چاہے تو اس کے لیے نہایت آسانی سے عمدہ سے عمدہ انتظام ہو سکتا ہے۔ مگر ہم پوچھتے ہین کہ اگر پردہ اٹھا دیا جاوے تو کیا اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہندوستان کی کل عورتین تعلیم حاصل کرنیکے قابل ہو جاوین گی۔ اس سوال کا جواب دینے سے پہلے مخالفین پردہ مردون کی حالت پر غور کرلین کہ ان مین سے کتنے فیصدی تعلیم یافتہ ہین اور پھر کتنے فیصدی اعلےٰ تعلیم یافتہ ہین۔ اگرچہ یہ دستور ہو گیا ہے کہ مردون اور عورتون کے مقابلہ کے وقت مردون کو طرح طرح کے برے نامون سے یاد کیا جاتا ہے کہ انہون نے ظلم اور غضب کرکے عورتونکو عمداً ترقی سے روکا ہے اور اس کی غرض محض اسیقدر ہوتی ہے کہ عورتونکو خوش کیا جاوے۔ لیکن اس سے کسی کو انکار نہین ہو سکتا کہ دنیا کی تمام قومون کی ترقی کی تاریخون مین مرد ہمیشہ سے عورتون پر فوقیت رکھتے رہے ہین اور کیا علوم مین اور کیا انسانی ترقی کی دوسری شاخون مین ہمیشہ سے عورتونسے بہت ہی آگے بڑھے رہے ہین۔ پس قدرتی طریق ترقی کا یہی معلوم ہوتا ہے کہ اول مرد ترقی کرین اور پھر عورتین۔ اس لیئے جہان ہم اس امر سے انکار نہین کرسکتے کہ عورتونکو تعلیم دینا ضروری ہے۔ ساتھ ہی یہ جتا دینا بھی ضروری سمجھتے ہین کہ ابھی ہندوستان کی یہ حالت ہے کہ نسبتاً ہمین مردونکی تعلیم پر زیادہ زور دینا چاہئے۔ کیونکہ جیسے جیسے مرد ترقی کرتے جائینگے۔ عورتین بھی ترقی کرتی جاوین گی اور ان کی تعلیم لازمی طور پر مردون کی تعلیم کے ساتھ ساتھ چلے گی۔ پھر دوسری وجہ منسوخی پردہ کی یہ بتائی جاتی ہے کہ عورت کو پردہ مین رکھکر اسکی کام کرنے کی آزادی چھین لی جاتی ہے۔ مگر یہ بھی جیسا کہ پہلے دکھایا جاچکا ہے صحیح نہین ہے شرعی پردہ عورتونکو کسی قسم کا کام کرنے یا تجارت کرنے یا ملازمت کرنے سے نہین روکتا۔

اور یہ اعتراض محض غلط فہمی کیوجہ سے کیا جاتا ہے۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ انگلستان مین جو عورتونکے لیے ملازمت اور اشتغال تجارت اور پیشہ وری کی زیادہ ضرورت محسوس کیگئی ہے اس کی خاص وجوہات ہین جو ہندوستان مین موجود نہین ہین۔ سب سے بڑی وجہ اس ضرورت کے پیدا کرنے والی انگلستان کی آبادی مین مردون کی نسبت عورتون کی تعداد کا زیادہ ہونا ہے۔ پس بموجب قاعدہ انگلستان کے سب عورتون کے لیئے مرد مہیا نہین ہو سکتے یعنے ایسے مرد جو اُن کو بیاہ سکین۔ اور اسلئے جو عورتین زاید ہین وہ اپنے گذارہ کے لیئے مجبور ہین کہ نوکری یا تجارت کا پیشہ یا کوئی اور کام اختیار کرین۔ اسیطرح جو انگلستان مین جو عورتونکے پولٹیکل حقوق کا شور اٹھا ہوا ہے اس کی بڑی وجہ بھی یہی ہے کہ عورتونکو مردون کی طرح تجارت وغیرہ مین پورے حقوق نہین دیئے جاتے اور نہ ہی مزدوری کے وسیع میدان مین ان کو مردونکے برابر رکھا جاتا ہے۔ اگر انگلستان مین عورت کی راہ سے وہ روک اٹھا دیجاوے جو محض جنس عورت ہونے کی وجہ سے اسکے راہ مین ڈالی گئی ہے تو عورتونکو بھی اپنے پولٹیکل حقوق پر زور دینے کی کوئی ضرورت باقی نہین رہتی۔ لیکن انگلستان مین خواہ یہ کسی رنگ کا سوال ہو کسی سمجھدار آدمی کی آج تک یہ رائے نہین ہوئی کہ ہندوستان مین بھی عورتون کو پولٹیکل حقوق دینے چاہئین پس کیون بیوجہ ہم یورپ کی تقلید کر کے اپنے آپ کو مصیبتون مین ڈالین۔ عورتین تو ایک طرف رہین ابھی تو ہندوستان کے مرد بھی اس قابل نہین سمجھے جاتے ہان جب کانگریس اپنی کوششون مین جو وہ مردونکے لیئے کر رہا ہے کامیاب ہو جاوے گا تو پھر عورتون کے حقوق کا بھی ایک کانگریس کھڑا کر دیا جاوے۔

الغرض اس وقت صرف اسیقدر ضرورت ہے کہ مروجہ پردہ کے تشدد کو دور کر کے اُسے اسلامی شرعی پردہ کے مطابق کیا جاوے۔ یہی امر فایدہ مند بھی ہوگا اور اسی کی ضرورت بھی ہے اور اس سے بڑھکر کسی بات کی لوگ برداشت بھی نہین کر سکتے اور یہی آخر کار قوم کی فلاح اور خوشحالی کا موجب بھی ہوگا۔ مخالفین پردہ کی تجاویز جو ہندوستان مین یورپ کی عورتون کا نقشہ دیکھنا چاہتے ہین مسلمانون کی حالت کے بالکل مطابق نہین ہین کیونکہ ایسے امور مین تو اگر کوئی تبدیلی ضروری بھی ہو تو وہ تدریجی ہی ہونی چاہئیے لیکن اس قسم کی تبدیلی کہ عورتونکو ان کی موجودہ حالت سے نکال کر

جس مین وہ بالکل بند ہین وہ پرلے درجہ کی آزادی دیجاوے جو بد قسمتی سے یورپ مین مروج ہورہی ہے کوئی عقلمند انسان قوم کے لیے مفید خیال نہین کریگا۔ ہم کہتے ہین کہ جایز اور ناجایز کے سوال کو چھوڑ کر عورتون کی حالت مین یکایک ایسی تبدیلی کردینا قوم اور ملک کے لیے سوائے تباہی کے اور کوئی نتیجہ پیدا نہین کر سکتا۔ پس اگر بفرض محال یہ تسلیم بھی کرلیا جاوے کہ بے پردگی ہی ترقی کا معراج ہے تاہم اُس بے پردگی کا یہ وقت نہین ہے۔ اور مخالفین پردہ کی ایسی تجاویز اسوقت محض جوش جذبات اور کوتہ بینی پر مبنی ہین بلکہ ان کی اپنی دلایل بھی انکی تجاویز کو باطل کررہی ہین۔ مثلاً مسٹر دلاور حسین کہتے ہین کہ عورتون کی تعلیم معمولی پردہ کی بجائے ایک اور مضبوط بناوٹ کا پردہ پیدا کردیگی اور انکے چال چلن اور سمجھ مین ایک ایسی مضبوطی پیدا کردے گی جو ظاہری پردہ سے بڑھکر ان کی عصمت کی محافظ رہے گی۔ اب اس دلیل کے مطابق اول تعلیم کا ہونا ضروری ہے اور جب وہ اعلے درجہ کی تعلیم عورتین حاصل کرلین جس کے متعلق تجربہ سے یہ ثابت ہوجاوے کہ اُسنے یہ نتایج پیدا کردیئے ہین تو پھر پَردہ کو دور کرنا چاہیئے۔ لیکن اگر اس مضبوط بناوٹ کے پردہ کے پیدا ہونیسے پہلے جو عورتونکو تعلیم سے حاصل ہوگا پردہ کو دور کردیا جاوے تو مسٹر دلاور حسین ہی فرماوین کہ اسکا نتیجہ سوائے رسوائی کے اور کیا ہوگا۔ اسلیئے مخالفین پردہ کے اپنے دلایل کے مطابق بھی یہ وقت منسوخی پردہ کا نہین ہے۔ جب اعلے تعلیم حاصل کرکے عورتونکے اندر وہ چال چلن اور سمجھ کی مضبوطی پیدا ہوجاوے جو افسوس ہے ابتک مردونکے اندر باوجود اعلے تعلیم کے پیدا نہین ہوئی جو ان کی عصمت کی پوری پوری حفاظت کرسکے تو بیشک اسوقت یہ سوال غور طلب ہوگا کہ کیون پَردہ کو دور نہ کیا جاوے۔ کیونکہ اس قدر تو مخالفین کو بھی تسلیم کرنیسے چارہ نہین ہے کہ محض پردہ کے دور کرنے سے ایک ایسے ملک مین جہان مردون کا کثیر حصہ ابھی تک ناخواندہ ہے کل عورتین تعلیم یافتہ نہین ہوسکتین اور جو تعلیم حاصل کرسکتی ہین وہ پردہ کے نیچے رہکر بھی حاصل کرسکتی ہین بشرطیکہ دوسرے حالات مانع نہ ہون جو مردون کو مانع ہورہے ہین یہ صرف مخالفین پردہ کو اُنکے اپنے دلایل سے قایل کرنیکے لیے ہمنے لکھا ہے۔ ورنہ ہم اس امر کو تسلیم نہین کرتے کہ تعلیم سے ضرور سمجھ کی مضبوطی پیدا ہوجاتی ہے اور بغیر تعلیم کے مضبوطی نہین ہوسکتی جیسا مسٹر دلاور حسین کا دعوے ہے۔ اس دعوے کا ماحصل تو یہ ہوگا کہ آج سے

تین چار صدیان پہلے انگلستان کے مرد یا ایک صدی پہلی انگلستان کی عورتین بہ سبب تعلیم کے نہونیکے بہت بد چال چلن تھے یا آج سے پچاس سال پیشتر ہندوستان کے مرد اور عورتین زیادہ فسق و فجور مین مبتلا تھین اور ان کی اخلاقی حالتین بہت گری ہوئی تھین۔ یہ بالکل لغویات ہے۔ انگلستان مین بہت عرصہ تک تعلیم صرف کلیسیا کے پادریون تک ہی محدود تھی مگر اس سبب سے کہ اُنکو تجرد پر مجبور کیا جاتا تھا۔ ان لوگون مین عوام کی نسبت بہت بڑھکر فسق و فجور پھیلا ہوا تھا۔ حضرت مسیح علیہ السلام اور آپ کے حواری یا ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم آج کل کے کتابی علوم پڑھے ہوئے نہ تھے لیکن کوئی عیسائی یا مسلمان یہ نہین کہہ سکتا کہ ان ایبون کی نسبت اس کے چال چلن کی مضبوطی اور تقدس بڑھکر ہین اس لیئے نہ تو اکیلی تعلیم مضبوطی کی شہادت ہے اور نہ تعلیم کا نہ ہونا کمزوری کا ثبوت ہے۔ مگر مسٹر دلاور حسین کے اپنے اقرار کے بموجب ہندوستان کے مردون اور عورتون کے چال چلن مین ابھی تک وہ مضبوطی پیدا نہین ہوئی جو انگلستان کے مردون اور عورتون مین ہے کیونکہ یہان بمقابلہ انگلستان کی تعلیم ابھی ابتدائی حالت مین ہے اور اس لیئے اِس دلیل کے مطابق بھی وہ آزادی جس سے یورپ مین عورتین غیر محرم مردون کے ساتھ ملتی ہین۔ ہندوستان مین مروج نہین ہونی چاہئیے یا کیا مسٹر دلاور حسین کا یہ منشاء ہے کہ جو کوئی موہوم فایدہ عورتون کو تعلیم سے حاصل ہوگا اسکے حاصل کرنیکے لیے اگر زناکاری پھیل بھی جائے تو کوئی ہرج نہین ہے۔ وہ غور کر کے دیکھین کہ ان کی دلایل ان دونون نتایج مین سے ایک نتیجہ پر ضرور پہنچاتی ہین۔ انگلستان نے جو کچھ حاصل کیا ہے وہ تدریجی ترقی سے حاصل کیا ہے۔ اور ان تمام فواید کو جو ایک قوم نے صدیون کی ترقی مین حاصل کیے ہین چند دنون یا سالون مین حاصل کرنے کی کوشش کرنا عبث ہے۔ یہ محض جلد بازی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ملک کے تمام تمدنی اصول زیر و زبر ہو کر ابتری کی حالت پیدا ہو جاوے گی۔ پس کسی طرح پر بھی اس وقت پردہ کی منسوخی کی تجویز قابل تایید نہین۔ نہ اسلامی تعلیم کی رو سے نہ عقل اور تجربہ کے رو سے ہان اگر بجائے ان فضول تحریکون کے یہ کوشش متفق ہو کر کیجاوے کہ جہان تک شرعی پردہ سے بڑھ کر ہندوستان کے مروجہ پردہ مین تشدد ہے اس کو دور کیا جاوے تو یہ ایک ایسی کوشش ہوگی جس مین سارے سچے بہی خواہان قوم مدد اور ہمدردی کے لیے تیار ہونگے۔

اس کے بعد اب ہم عام دنیا کی حالت کو دیکھ کر پردہ کی ضرورت پر مختصراً کچھ بیان کرینگے۔

اور یہ بھی دیکھین گے کہ آیا مغربی سوسائیٹی مین اس کا رواج اُن قومون کی نقصون اور غلطیون کے دور کرنے کا ذریعہ ہو سکتا ہے یا نہین۔ اس مضمون کے لیے بطور تمہید حضرت مرزا صاحب کی وہ نصیحت جو انہون نے بمقام لاہور آریہ سماجیون کو کی۔ نہایت ضروری ہے اور اگرچہ وہ سال گذشتہ مین آپ کے لاہور والے لیکچر کے اثناء مین چھپ چکی ہے لیکن اس کی اہمیت کی وجہ سے اس کا پھر ذکر کرنا ضروری ہے۔ آریہ سماج کو نیوگ کی غلطی پر آگاہ کرنیکے بعد آپنے اِن الفاظ مین سماج کو خطاب کیا:۔

"ساتھ ہی مین ایک اور عرض کے لیے جرأت کرتا ہون کہ گو آریہ صاحبون کو اس زمانہ مین مسلمانون سے کیسی ہی نفرت ہے اور اسلام کے عقاید سے کیسی ہی بیزاری ہے مگر برائے خدا وہ پردہ کی رسم کو بکلی الوداع نہ کہدین کہ اس مین بہت سی خرابیان ہین جو ابعد مین معلوم ہون گی۔ یہ بات ہر ایک فہیم انسان سمجھ سکتا ہے کہ بہت سا حصہ انسانون کا نفس امّارہ کے ماتحت چل رہا ہے اور وہ اپنے نفس کے ایسے قابو مین ہین کہ اس کے جوشون کے وقت کچھ بھی خدا تعالی کی سزا کا دھیان نہین رکھتے۔ بہت سے مرد جوان اور خوبصورت عورتون کو دیکھکر بدنظری سے باز نہین آتے اور ایسے ہی بہت سی عورتین ہین کہ خراب دلی سے بیگانہ مرد کی طرف نگاہین کرتی ہین۔ اور جب فریقین کو باوجود ان کی اس خراب حالت مین ہونے کے پوری آزادی دیجاوے تو یقیناً ان کا وہی انجام ہوگا جیسا کہ یورپ کے بعض حصون سے ظاہر ہے۔ ہان جب یہ لوگ درحقیقت پاک دل ہو جاینگے۔ اور ان کی امارگی جاتی رہیگی اور شیطانی روح نکل جائے گی اور ان کی آنکھون مین خدا کا خوف پیدا ہو جائیگا اور ان کے دلون مین خدا کی عظمت قایم ہو جائے گی اور وہ ایک پاک تبدیلی کر لینگے۔ اور خدا ترسی کا ایک پاک جولا پہن لین گے تب جو چاہین سو کرین کیونکہ اس وقت وہ خدا کے ہاتھ کے کھوجے ہونگے گویا وہ مرد نہین اور ان کی آنکھین اس بات سے اندھی ہونگی کہ نامحرم عورت کو بدنظری سے دیکھ سکین یا ایسا بدخیال دل مین لا سکین۔ مگر اے پیارو خدا آپ تمہارے دلون مین الہام کرے ابھی وہ وقت نہین کہ تم ایسا کرو اور اگر ایسا کروگے تو ایک زہرناک بیج قوم مین پھیلاؤگے یہ زمانہ ایک ایسا نازک زمانہ ہے کہ اگر کسی زمانہ مین پردہ کی رسم نہ بھی ہوتی تو بھی اس زمانہ مین ضرور ہونی چاہیئے تھی۔ کیونکہ کلجگ ہے اور زمین پر بدی اور فسق و فجور اور شراب خوری کا زور ہے اور دلون مین دہریہ پن کے خیالات پھیل رہے ہین اور خدا تعالے کے احکام

کی دلون مین سے عظمت اٹھ گئی ہے زبانون پر سب کچھ ہے اور لیکچر بھی منطق اور فلسفہ سے بھرے ہوئے ہین مگر دل روحانیت سے خالی ہین ایسے وقت مین کب مناسب ہے کہ اپنی غریب بکریون کو بھیڑیون کے بنون مین چھوڑ دیا جاوے۔ یہ ہے پردہ کی سچی ضرورت اور اس کا صحیح فلسفہ۔ کیونکہ کوئی شخص اس سے انکار نہین کر سکتا کہ اگر ایک عورت اور ایک مرد نفسانی جذبات سے پاک نہین تو ان کو یہ موقعہ دینا کہ وہ آپس مین بے تکلف ملین جلین گویا خود ان کو بدکاری کی ترغیب دینا اور ان کے شہوات کو بھڑکانا ہے۔ پس جو سوسائٹی ایسے لوگون سے خالی نہین ہے اسکے لیے پردہ ایک نعمت ہے۔ اور جبتک لوگون مین ناپاک خیالات موجود ہین تب تک انکے ساتھ اس قسم کے مواقع دیدینا جیسا کہ بے پردگی اور مردون اور عورتون کا کھلا میل جول یقیناً مہیا کرتا ہے خود ان ناپاک خیالات کو عملی صورت مین لاکر بدکاری کے پھیلانیکا ذریعہ بنتا ہے۔ پس جبتک پہلے کوئی ایسی سوسائٹی نہ دکھائی جاوے جسکے تمام افراد ہر ایک قسم کے نفسانی جذبات اور شہوانی خیالات سے بالکل پاک ہو چکے ہون۔ اس وقت تک پردہ کے اٹھانے پر زور دینا بدکاری کی اشاعت کی تجویز کرنا ہے۔ درآنحالیکہ یہ بھی ہم دکھا چکے ہین کہ پردہ عورت کو تعلیم حاصل کرنے اور کاروبار کرنیسے نہین روکتا ہے۔ پس پردہ کا وجود تو ایک ایسا عجیب و نافع وجود ہے کہ جس مین سراسر فایدہ ہی فایدہ ہے اور کوئی پہلو نقصان کا نہین۔ حالانکہ سوسائٹی کی اخلاقی حالت کی بہتری کے لیے اس کا فایدہ ایسا عظیم الشان ہے کہ اگر اسکے اختیار کرنے مین کوئی چھوٹا موٹا نقصان ہوتا تو بھی اُسے چھوڑنا نہین چاہیے تھا۔ اسی اصول پر قرآن کریم پردہ کا حکم دیتا ہے اور جو لوگ اسوقت پردہ کی مخالفت کر رہے ہین کوئی ان مین سے یہ نہین دکھا سکتا کہ اسوقت اس ملک کے کُل نہ سہی اکثر لوگون کی ہی یہ حالت ہے کہ وہ نفسانی جذبات سے بالکل پاک ہین اور انکے سامنے عورتین زیب و زینت کر کے نکلین تو انکے دلون مین کوئی ناپاکی کا خیال بھی نہین گذرے گا۔ یہ ایک ایسا سوال نہین کہ محض مباحثہ کی جیت کے خیال سے یا ہار کے ڈر سے جو جواب دل مین آوے دیدیا جاوے۔ کیونکہ اسکا اثر صرف مباحثہ کرنے والے فریقین پر ہی نہین پڑتا ہے بلکہ ایک عظیم الشان قوم کے فوائد کو مدنظر رکھکر اسکا جواب دینا چاہیے اور فوائد بھی وہ جنکے مقابل مین مالی فوائد ہیچ ہین۔ ایسے مباحثہ مین سچائی اور اخلاص سے کام لینا چاہیے ہان ہم چاہتے ہین کہ مخالفین پردہ مین سے ایمانداری سے کوئی ہمین یہ بتاوے کہ کسی خاص سوسائٹی کے ساتھ اندرونی اور گہرے تعلقات کے سبب سے وہ یقینی اور قطعی علم سے یہ دعوے کر سکتا ہے کہ وہ سوسائٹی بدخیالات سے بالکل پاک ہے اور نفسانی جذبات اسکے مردہ ہو چکے ہین اور بڑے سے بڑے امتحان کے موقعہ پر جہان انسان کو لغزش

کا احتمال ہوسکتا ہے اسکے افراد ٹھوکر کھانے سے بچے رہین گے۔ انگریزی سوسائیٹی کی کیرکٹر کے بہت سے ایسے پہلو ہین جو واقعی قابل تعریف ہین اور ہندوستانیون سے بدرجہا بڑھکر ہین لیکن ہم یہ کہنے کے لیے تیار نہین کہ جذبات اور خواہشات نفسانی کے معاملہ مین یہ سوسائیٹی اس اعلیٰ مقام پر پہونچ چکی ہے۔ کہ جہان کوئی ناپاکی کا خیال اس کے دل مین نہ آوے اور اسلیئے ہر ایک معاملہ مین اور پھر مرد اور عورت کے کھلے میل جول کے معاملہ مین اس کی اندھا دھند تقلید کرنا عقلمند انسان کا کام نہین بلکہ حق یہ ہے کہ پہلے ہم اطمینان کرلین کہ اس کے کسی رواج کو اختیار کرنیسے ہماری قوم کی تمدنی زندگی پر اس کا کیا اثر ہوگا۔

ہم نے یہ دعوے کیا ہے کہ انگریزی سوسائیٹی بھی ان نقصون سے خالی نہین جو بے پردگی کا نتیجہ ہوتے ہین اور یورپ کی تمدنی زندگی سب سے زیادہ اس امر کی محتاج ہے کہ وہان پردہ کو رواج دیا جاوے اور اس دعوے کے دلایل ہمارے پاس موجود ہین۔ شاید اس سے کسی کو انکار نہ ہوگا۔ کہ شراب اور مسکرات کا استعمال یا کم از کم ان کا حد اعتدال سے بڑھکر استعمال حیا اور شایستگی کے خیال کو تباہ کرنے والا ہے اور نفسانی جذبات کی آگ پر تیل کا کام دیتا ہے اسلیے انگریزی سوسائیٹی کے پرکھنے کے لیے پہلی محک ہم شرابخوری کو ہی قرار دیتے ہین کیونکہ یہ ایک ایسی محک ہے جس سے مخالفین پردہ بھی انکار نہین کر سکتے۔ پس ہم یہ دیکھنا چاہتے ہین کہ آیا کثرت شرابخوری کی وجہ سے اس قوم کے متعلق ہمارا یہ کہنا کہ وہ نفسانی جذبات اور اُن بدیون سے خالی نہین جو نفسانی جذبات کے بھڑکنے کا نتیجہ ہوتی ہین صحیح ہے یا نہین۔ شرابخوری کے معاملہ مین ان لوگون کی رائے کو ہم کئی دفعہ بیان کر چکے ہین جو بعض وجوہات کے سبب سے انگریزی سوسائیٹی مین کسی عیب کے تسلیم کرنے مین سب سے پیچھے ہونے چاہئین مگر ان لوگون نے بھی یہ تسلیم کیا ہے کہ کثرت شرابخوری مین قماربازی مین اور زناکاری مین عیسائی قومین دنیا کی تمام قومونسے اول نمبر پر ہین لیکن اسوقت یہ زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے اور ساتھ ہی بطور دلیل اس کا اثر بھی زیادہ ہوگا کہ ہم واقعات اور فہرستونکو پیش کرین جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نہ صرف انگلستان کثرت شرابخوری مین ہی مبتلا ہے بلکہ دن بدن اس مین ترقی ہو رہی ہے اور بڑی کوشش اُسکو کم نہین کر سکی۔ مندرجہ ذیل اندازے انسکلوپیڈیا برٹینیکا سے لیے گئے ہین۔ انگلستان اور ویلز مین جہان دوسرے جرایم رو بہ کمی ہین کثرت شرابخوری کا جرم ۱۸۶۵ء سے ۱۵ فیصدی بڑھ گیا ہے۔ ۱۸۶۸ء سے ۱۸۸۱ء تک بحساب اوسط ۱۰۱۷ موتین سالانہ محض شرابخوری سے ہوتی تھین اور حالانکہ یہ تعداد بھی ایک اجنبی کو چونکا دینے والی ہے کیونکہ جہان

اس قدر موتین محض شرابخوری سے اور بلا شرکت کسی دوسرے سبب کے واقع ہوں وہاں شرابخوری اندرونی طور پر معلوم نہین کیا کیا تباہیان پیدا کر رہی ہوگی لیکن ۱۸۹۹ء کی تعداد کو دیکھکر انسان اور بھی حیران ہوتا ہے کیونکہ اس سال موت کے اسباب مین سے خالی شرابخوری کی وجہ سے ۲۱۸۷ موتین واقع ہوئین گویا بیس سال کے عرصہ مین تگنی موتین ہوگئین۔ کیا شرابخوری کی اس ترقی سے مغربی تہذیب کے حامیوں کے بدن پر کبھی رونگٹے کھڑے نہین ہوتے۔ یا کیا ہم یہ فرض کرلین کہ یہ سوسائیٹی ضرور نفسانی جذبات سے خالی ہوگی جہان اسقدر شراب پی جاتی ہے کہ تین ہزار آدمی ہر سال محض شراب زیادہ پینے کیوجہ سے مرجاتے ہین اور ہر ہزار مین سے سات پر فوجداری مقدمے اسوجہ سے ہوتے ہین کہ وہ کثرت میخوری کرکے سوسائیٹی کے امن مین خلل ڈالتے ہین پھر جہان ۱۸۶۰ء مین بحساب اوسط انگلستان مین ہرایک فرد ایکسال مین ۲۸ء۵۹ گیلن* بیر (جو کی شراب) - ۰۹۷ گیلن خالص سپرٹ یعنی روح شراب اور ۰۲۵ گیلن شراب پیتا تھا۔ سنہ ۱۹۰۰ء مین ان مسکرات کا خرچ اور بھی بڑھ گیا اور اس سال مین بحساب اوسط ہرایک فرد نے ۳۱ء۷۰ گیلن بیر (جو کی شراب) ۱ء۱۲ گیلن روح شراب اور ۰۳۹ گیلن شراب پی۔ سپرٹ سے مراد شراب کا روح ہے جو شراب مین صرف ⅓ حصہ ہوتا ہے اور جو کی شراب مین ۱/۱۰۔ اسی طرح سنہ ۱۸۶۰ء مین ہرایک باشندہ انگلستان شرابخوری پر بحساب اوسط ۲ پونڈ ۱۸ شلنگ ۔ اپنس یعنی ۴۴ روپے ۱۱ آنے سالانہ خرچ کرتا تھا مگر سنہ ۱۹۰۰ء مین ہر فرد کا خرچ شراب پر تین پونڈ ۱۸ شلنگ ۸ پنس ہوتا تھا یعنی ۵۹ روپے سالانہ یا پانچ روپے ماہوار جو ایک غریب مزدور ہندوستان مین سارا دن ٹوکری اٹھا کر کماتا اور اس سے اپنے سارے کنبے کو پالتا ہے۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ اوسط کے نکالنے مین چھوٹے بچے اور ہر قسم کے لوگ شامل کرلیے جاتے ہین اور اگر ایسے افراد نکال دیئے جاوین تو...... خطرناک خرچ شراب کا اس مہذب ملک مین نظر آتا ہے۔ ان اعداد کو دینے کے بعد انسکلوپیڈیا برٹینیکا لکھتا ہے کہ "اس شراب کے خرچ مین بڑا حصہ وہ ہے جو حد اعتدال سے گذرا ہوا ہے اور اس بات کا کبھی کسی نے انکار نہین کیا۔ مسٹر ڈڈلے سنہ ۱۸۶۹ء کے اعداد کو حساب لگاکر یون تقسیم کرتا ہے کہ خالص شراب مین سے ۳۸ فیصدی اور جو کی شراب مین سے ۳۲ فیصدی اس سال کثرت شرابخوری پر ضایع ہوا۔ اسلیے اگر اسوقت ہم یہ خیال کرکے کہ روپیہ عام طور پر زیادہ ہوگیا ہے اور اسلیے اعتدال سے شراب پینے والے زیادہ ہونگے (حالانکہ یہ محض خوش فہمی کا نتیجہ ہے) ان نسبتونکو اسقدر کم کردین کہ کثرت شرابخوری مین اسوقت خالص شراب مین سے تیس فیصدی اور جو کی شراب مین سے ۲۵ فیصدی پی جاتی ہے تو معلوم ہوگا کہ

* ایک گیلن قریباً پانچ سیر پختہ کا ہوتا ہے

سنہ ۱۹۱۰ء مین تین کروڑ نو لاکھ پونڈ یعنی ساڑھے اٹھاون کروڑ روپیہ صرف اس قسم کی شرابخوری مین ضایع ہوا جس کو حد اعتدال سے گذری ہوئی کہا جاتا ہے" شراب کی دُکانون کی تعداد کا اندازہ کسی قدر اس سے لگ سکتا ہے کہ باوجود شرابخوری کی ترقی کے دس ہزار شراب کی دُکان سنہ ۱۸۷۶ء سے سنہ ۱۸۹۶ء تک بیس سال کے عرصہ مین نابود ہوگئی ہے۔ لیکن ان دس ہزار دکانون کے کم ہونیکا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ باقیماندہ شراب کی دُکانین جن کی کثیر تعداد کا اندازہ اسی سے لگ سکتا ہے بہت وسیع ہو کر عظیم الشان شراب کے محل بنگئے ہین اب یہ ان لوگون کی تمدنی زندگی مین جو اپنے تمدنی حالات پر فخر کر رہے ہین ایک افسوسناک واقع ہے۔ اور یہ کافی نہین ہے کہ اپنی برائیون کا ذکر کرتے ہوئے اسکا نام تک بھی نہ لین۔ شرابخوری کی یہ کثرت سوسائیٹی کو تباہ کر رہی ہے اور اس سے بڑھکر اور کیا حماقت ہوسکتی ہے کہ یہ سمجھ لیا جاوے کہ اس شراب سے تباہ شدہ سوسائیٹی مین غیر محرم مردون اور عورتون کا کھلا میل جول اور ایک دوسرے کے ساتھ بلا تکلف چلنا پھرنا کچھ بد نتایج پیدا نہین کرتا۔ ایک چھوٹا سا نتیجہ اس کا تو یہ بھی ہے کہ عورتین بھی کثرت شرابخوری مین مبتلا ہو رہی ہین۔ مسلمان ملکون مین جہان پردہ کا رواج ہے یہ ایک حیرتناک بات معلوم ہوگی لیکن انگلستان مین مرد اور عورت شرابخوری مین یکسان ہین اور عورتین شرابخوری مین دن بدن مردون کی نسبت بھی زیادہ ترقی کر رہی ہین۔ سنہ ۱۸۷۸ء مین ان اموات مین جو شرابخوری سے واقع ہوئین ۶۹ فیصدی مرد تھے اور ۳۱ فیصدی عورتین تھین لیکن سنہ ۱۸۹۹ء مین جہان ایکطرف کل موات کی تعداد قریبًا دگنی ہوگئی۔ عورتون کی نسبت اموات مردون کی نسبت ترقی کر گئی۔ چنانچہ اس سال مین کل اموات مین سے ساٹھ فیصدی مرد رہ گئے اور عورتین بجائے ۳۱ کے چالیس فیصدی ہوگئین۔ عورتونکا شرابخوری مین مبتلا ہونا اور پھر تہذیب کی ترقی کے ساتھ ساتھ یہ ترقی کرنا ڈرا دینے والی بات ہے مگر مدّاحان مغربی تہذیب ہین کہ خوشی سے ان باتون مین بھی مغرب کی نقل کر کے مسلمان سوسائیٹی کو تباہ کرنا چاہتے ہین اگر اموات شرابخوری مین ہر ایک جنس کی اموات کی دس لاکھ زندون سے نسبت لیجاوے تو جہان مردون مین شرابخوری کی اموات بحساب ستاسی فیصدی گذشتہ بیس سال مین بڑھگئی ہین۔ عورتون مین ان اموات کی ترقی ۱۸۰ فیصدی نظر آتی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شرابخوری کی اس لعنت مین عورتین مردون کی نسبت بھی تیزی سے مبتلا ہو رہی ہین۔ اور یہ آگ ایسی حیرت انگیز ترقی کر رہی ہے کہ ایک دن اس کا بجھانا سخت ترین مشکلات مین سے ہوجاویگا۔ پردہ کے مخالفین پردہ کو بدی تو قرار دیتے ہین مگر یہ بدی ہی اچھی ہے جو ہزارہا برکات کا موجب ہو رہی ہے اور بہت ساری لعنتون سے قوم کو آزاد رکھتی ہے اور ایک چھوٹی سی برکت اس کی یہی ہے کہ جہان عورتین پردہ مین ہین وہ شراب

کی شکل تک سے بھی واقف نہین ہین اور پردہ مین رہکر وہ اس ابتلا مین پڑنیسے بالکل محفوظ ہین افسوس ہے ان لوگون پر جو عورتون کے حامی بن کر بے پردگی کی بیہودہ تجویز کو پیش کرتے ہین مگر یہ تو مونکو یہ نہین بتا سکتے کہ شراب خوری کی لعنت کو عورتون کے اندر سے دور کرنے کا کیا ذریعہ ہے - کیا اُن کا دل کبھی نہین دکھتا کہ یہ ۱۲۰۰ عورتین جو ہر سال انگلستان مین صرف شراب خوری کی وجہ سے مرتی ہین اُنکے ساتھ کوئی بھی ہمدردی کرنی چاہیئے اور جہان اس قدر عورتین محض شراب خوری سے ہلاک ہو رہی ہین آسانی سے قیاس کیا جا سکتا ہے کہ کتنی عورتین ایسی ہونگی جن کی زندگی کو شراب نے اندرونی طور پر تباہ کر دیا ہے - ہائے افسوس کہ اسیکا نام عورتون کی آزادی رکھا جاتا ہے کیا آزادی کا یہی مفہوم ہے کہ انکو ہر قسم کی بدیون کی قید مین پھنسایا جاوے اور تعجب یہ ہے کہ جہان اصلاح کا اسقدر شور ہو رہا ہے یہ کبھی خیال نہین کیا جاتا کہ اس تمدنی لعنت یعنی شراب خوری اور پھر عورتون کی شراب خوری کی اصلاح کن ذریعون سے ہو سکتی ہے جو تہذیب کو کیڑے کی طرح لگی ہوئی ہے اور اس کی بنیادون کو کھوکھلی کر رہی ہے - بیشک سوسائیٹی کی بنیاد مین یہ وہ نظرون سے چھپا ہوا عیب ہے جس کا اگر علاج نہ کیا گیا تو ایک دن سوسائیٹی کی تمام عمارت کو تہ و بالا کر دے گا - عورتون کی شراب خوری ان کی حد درجے کی آزادی کا کھلا کھلا نتیجہ ہے اور اس بدی کے انگلستان مین اس کثرت سے پھیلے ہوئے ہونیکے ساتھ یہ دعوے کہ انگریزی سوسائیٹی ان بدخیالات سے پاک ہے جو غیر محرم مردون اور عورتون کے کھلے میل جول سے پیدا ہوتے اور پھر ایک خطرناک عملی صورت اختیار کرتے ہین - ایسا دعوے اگر دیوانہ کی بڑ نہین تو اور کیا ہے کیونکہ واقعات تو صاف کہہ رہے ہین کہ انگریزی سوسائیٹی مین اور اسی طرح یورپ کی ہر ایک مہذب سوسائیٹی مین وہ اسباب موجود ہین جو مرد و عورت کی شہوتون کو ابھارنے اور نفسانی جذبات کو جوش مین لانے کا ذریعہ اور نہایت خطرناک ذریعہ ہو سکتے ہین پس ان بدخیالات اور نفسانی جذبات کا موجود ہونا جس پر شراب خوری ایک مضبوط گواہ ہے یہ چاہتا ہے کہ عورتون کو غیر محرم مردون کے ساتھ اس آزادی سے ملنے جلنے کی اجازت نہین ہونی چاہیئے کیونکہ اگر وہ ملین گے تو یہ جذبات اور بھی جوش مین آوین گے اور اس طرح اخلاقی حالتین کبھی کمال تک نہین پہنچ سکتین -

جو لوگ ان نقصانات کو محسوس کر رہے ہین جو کثرت شراب خوری کی وجہ سے یورپ مین پیدا ہو رہے ہین وہ اس مغالطہ مین پڑے ہوئے ہین کہ اس بدی کا علاج ٹمپرنس سوسائیٹیونکے قایم کرنے سے ہو سکتا ہے یعنے ایسے مجالس کے قایم کرنیسے جو حد اعتدال تک شراب پینے کو جایز رکھین اور حد اعتدال سے گذرنیوالون کو روکین لیکن امر واقع یہ ہے کہ ایک طرف ٹمپرنس سوسائیٹیان برساتی....

کیڑوں کی طرح پیدا ہو رہی ہیں اور دوسری طرف شراب خوری دن بدن زیادہ ہولناک صورت اختیار کرتی جاتی ہے اور بتدریج ترقی کی طرف چلی جا رہی ہے۔ کیا اس سے ٹمپرنس سوسائیٹیوں کی ناکامی کافی طور پر ثابت نہیں ہوتی۔ کاش کہ یہ ٹمپرنس سوسائٹیاں اس بدی کے کم کرنے میں اور خصوصاً عورتوں میں کم کرنے میں کچھ اثر دکھاتیں۔ مگر یہ کیونکر ہو سکتا ہے جب اصل اسباب کثرت شراب خوری کی طرف توجہ نہیں کی جاتی محض مضمون لکھنے اور لیکچر دینے سے کچھ نہیں ہوتا بلکہ اصل اسباب تلاش کر کے ان کو جڑ سے کاٹنا چاہیئے۔ خواہ جو کچھ ہم کہیں اسکو اچھا سمجھا جاوے یا بُرا سمجھا جاوے ہم حق بات کہنے پر مجبور ہیں اور اگر مغربی قومیں اور پھر مغربی تہذیب کے دلدادہ اس وقت اسکو نہیں سمجھینگے تو زمانہ اور تجربہ خود ان کو سمجھا دیگا کہ مردوں اور عورتوں کا کھلا میل جول جو یورپ کی ہر سوسائیٹی میں ہو رہا ہے کثرت شراب خوری کا بڑا محرک ہے کیونکہ اس سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا کہ شراب نفسانی جذبات کے ابھارنے والی ہے اور مردوں اور عورتوں کا کھلا میل جول اس امر کا مقتضی ہے کہ شہوات نفسانی ان پر غالب رہیں اور اس کا ایک ذریعہ بلکہ سب سے بڑا ذریعہ شراب خوری ہے پس عورتوں کی بے پردگی اور شراب خوری ایک دوسرے کے ساتھ بطور لازم ملزوم کے وابستہ ہیں اور ایک کی ترقی دوسرے کی ترقی کو چاہتی ہے کیونکہ نتیجہ دونوں کا ایک ہے۔ یہی حکمت تھی کہ قرآن کریم نے جب شراب خوری سد کا تو ساتھ یہ حکم بھی دیدیا کہ عورتیں پردہ کیا کریں۔ کیونکہ اگر ان دونوں طریق میں سے ایک کھلا رہیگا تو دوسرا خود بخود کھل جائیگا پس شراب خوری سے انسان کبھی رک سکتے تھے جب تک کہ مردوں اور عورتوں کے کھلے میل جول کو بند نہ کیا جاتا۔ یہی وجہ ہے کہ شراب خوری مسلمانوں کے درمیان ہمیشہ بہت ہی نادر رہی ہے۔ عیسائی صاحبان کو کافی تجربہ اسبات کا ہو چکا ہے کہ یہ دونوں بدیاں یعنی شراب خوری اور بے پردگی ایک ساتھ ترقی کرتی ہیں اور جبتک کہ مردوں اور عورتوں کے بیجا میل جول کو نہ روکا جاویگا شراب خوری کی برائیوں پر وعظ کرنے کا کچھ اثر نہیں ہو سکتا۔ پس جبتک بے پردگی کا علاج نہ کیا جاوے گا شراب خوری کا بھی کوئی علاج نہیں ہو سکتا اور اس وقت تک ہرگز دلوں میں وہ پاکیزگی نہیں آسکتی جس کے بغیر انسان جذبات نفسانی کا مطیع اور غلام ہو کر رہتا ہے۔

پردہ کے نہ ہونے سے ایک اور بدی جو پیدا ہوتی ہے وہ زناکاری کی کثرت ہے۔ اس بات سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا کہ اگر زنا کے دوسرے موجبات ایک ہی جیسے موجود یا غیر موجود ہوں تو جسقدر زیادہ مواقع اس بدی کے پیدا ہونیکے دیئے جاوینگے اتنی ہی اس کی کثرت بھی ہوگی۔ اس لیے خواہ کوئی سوسائیٹی کیسی ہی تعلیم یافتہ ہو پردہ کا یہ فایدہ ضرور ہوگا کہ زناکاری کا موقعہ بہت ہی کم

ہو جائیگا اور اس طرح پر زناکاری بھی کم ہوگی۔ یورپ کی سوسائیٹی مین اور علے ہذا القیاس انگریزی
سوسائیٹی مین اس بدی کا بہت زور ہے جس سے پردہ کی ضرورت صاف صاف ثابت ہو رہی
ہے اس جگہ شرالجوری کی طرح فہرستین تو ہاتھ نہین لگ سکتین لیکن جس قدر ولدالحرام بچے
یورپ مین پیدا ہوتے ہین اس سے اسکا کسیقدر اندازہ لگ سکتا ہے مگر یہان ایک اور مشکل ہے
انگلستان یا یورپ کے قانون کے روسے خواہ کوئی عورت مرد و عورت کے ناجایز تعلق سے ہی حاملہ
ہو مگر اگر وہ بچہ کے پیدا ہونے سے پہلے پہلے شادی کرلے تو بچہ ولدالحرام نہین کہلائے گا۔ بلکہ
یورپ کے بعض ملکون اور سکاٹلینڈ کے قانون کے روسے تو اگر کسیوقت بھی خواہ پیدایش سے پہلے
اور خواہ پیچھے مرد و عورت نکاح کرلین تو انکے ناجایز...... تعلق سے جسقدر اولاد پیدا ہوئی تھی وہ
سب کی سب جایز سمجھی جاویگی اور اسپر ولدالحرام کا اطلاق نہین ہوگا۔ اس طرح بہت سے بچے
جو ہماری اصطلاح مین ولدالحرام کہلائین گے۔ یورپ مین ان کو جایز اولاد تصور کیا جائیگا لیکن
ولدالحرام کے ان عجیب معنونکے ساتھ بھی یورپ کی ہر ایک سوسائیٹی مین ایک خاصی تعداد ایسے
بچون کی ہوتی ہے انگلستان مین اندازہ کیا گیا ہے کہ ۶۱ء فیصدی پیدایشین ناجایز طریق سے ہوتی
ہین یعنی ہر ہزار مین سے ۶۵ بچے ولدالحرام ہوتے ہین دوسرے ممالک یورپ کی فہرستین حسب
ذیل ہین :- فنلینڈ۔ بلجیم۔ سسلی۔ فرانس مین ۸ ر ۷ فیصدی۔ پرشیا مین ۷ سے ۸ فیصدی۔ اسٹریا
ناروے۔ سکاٹلینڈ ۹ فیصدی۔ ڈنمارک سویڈن۔ ہنوور۔ آیس لینڈ۔ سیکسنی مین ۱۵ فیصدی۔
ورٹمبرگ اور بویریا مین ۲۰ فیصدی یا پانچوان حصہ۔ یورپ کے بڑے بڑے شہرونمین ایسی ناجایز
پیدایشون کی نسبت خطرناک طور پر بڑھی ہوئی ہے ۱۸۵۱ء مین شہر پیرس مین جو تہذیب کا
بڑا مرکز ہے ۵ ر ۲۶ فیصدی پیدایشین ناجایز طریق سے ہوئین یعنی ایک چوتھائی سے زیادہ۔
وائینا مین جو آسٹریا کا دارالخلافہ ہے ۷ ر ۵۱ فیصدی بچے زنا سے پیدا ہوئے یعنی نصف سے بھی زیادہ
میلان مین ۷ ر ۴۳ فیصدی اور پریگ مین ۷ ر ۴۶ فیصدی پیدایشین اسی طریق سے ہوئین۔ یہ
اعداد انسکلوپیڈیا بریٹینیکا سے لیے گئے ہین اور جو یورپ کی سوسائیٹی کی خطرناک حالت اس سے
معلوم ہوتی ہے وہ محتاج بیان نہین ہے اور جس بلند آواز سے وہ پردہ کی ضرورت کو بتلا رہی ہے،
خود ظاہر ہے۔ ہم خیال نہین کرتے کہ جو لوگ انسانی ہمدردی کا دعوے کرتے ہین وہ آنکھین بند
کرکے ایسے رواجون کی تائید کرینگے جو سوسائیٹی کو تباہ کر رہے ہین اور ان باتونکو جو سوسائیٹی کیلیے
مفید ہین محض اس لیے رد کر دین گے کہ عام لوگونکے دلونمین انکا تعصب ہے۔ یہ سچ ہے کہ اگر تعصب کے

رنگ دار شیشون مین سے دیکھا جاوے تو پردہ ایک برائی معلوم ہوتا ہے لیکن اگر تعصب کے دھندلا پن کو دور
کرکے پردہ کی حقیقت پر غور کیا جاوے تو اس سے بڑھکر سوسائیٹی کے لیے اور کوئی مفید امر ثابت نہ ہوگا۔
پردہ کی عدم ضرورت ثابت کرنیکے لیے یہ کہا جاتا ہے کہ تعلیم چال چلن مین وہ قوت پیدا کرنیکے لیے کافی
ہے جس سے انسان ہر ایک برائی سے بچ سکتا ہے لیکن جسقدر نتایج تعلیم سے پیدا ہو چکے ہین اُنپر
غور نہین کیا جاتا۔ مغرب کی اعلے سے اعلے تہذیب نے جہان تعلیم بھی عام ہے ابتک کونسا کام کیا ہے یہی
کہ تہذیب کے بڑے بڑے مرکزون مین چوتھائی یا تہائی یا نصف بلکہ اس سے بھی زیادہ بچے ولد الزنا پیدا ہوتے
ہین۔ اب ہمین اعداد سے جو شرابخوری کے متعلق اور ولد الزنا بچون کی پیدایش کے متعلق یورپ کی اپنی
تیار کردہ کتابون سے نقل کئے گئے ہین۔ ایک انسان اس خطرناک سیاہ کاری اور شرابخوری کی تصویر کو ذہن
مین لاسکتا ہے جو یورپ کے سب سے زیادہ مہذب شہرون یعنی دار الخلافون مین ہونی چاہئے۔ اور اب ہمارے ہی [illegible]
ہونیکے دعویدار ہمین یہ مشورہ دیتے ہین کہ ہم بھی آنکھین بند کرکے اس جہنم مین کود پڑین اور اسیکو
جنت سمجھ لین +

ایک وراثر پردہ کی عدم موجودگی کا انگلستان مین یہ ہوا ہے کہ زنا کاری کو ایسی خطرناک بدکاری نہین
سمجھا جاتا جیساکہ اسلامی ملکون مین۔ وہان اس کو فوجداری جرم یعنی سوسائیٹی کے امن مین مخل نہین سمجھا گیا۔ اول
تو دو غیر شادی شدہ مرد و عورت کا ناجایز تعلق زنا کی تعریف مین ہی داخل نہین کیا گیا لیکن اگر زانی
اور زانیہ مین سے ایک بیاہا ہوا ہو تو اُسکا خاوند یا عورت ہرجانہ کے دعوے کیلیے زانی پر دیوانی نالش
کرسکتا ہے۔ مگر زنا کیلیے قانون نے سزا کوئی تجویز نہین کی۔ سکاٹلینڈ مین نام کو تو زنا کو جرم رکھا گیا ہے
مگر عملی طور پر زنا کے مقدمات مین فوجداری کارروائی نہین کی جاتی۔ امریکہ کی ریاست ہائے متحدہ مین بہت
ساری ریاستین ایسی ہین جہان زنا کیلیے صرف ہرجانہ کا دعوے ہوسکتا ہے اور سزا کوئی نہین۔ اس طرح پر
بہت سے ممالک مین جو یورپ کی تہذیب کے اثر کے نیچے ہین۔ زنا ایک معمولی بات ہوگئی ہے اور اس مین صرف زانی
یا زانیہ کے عورت یا خاوند کی حق تلفی ہی سمجھی جاتی ہے جسکے لیے وہ ہرجانہ کا دعوے کرسکتا ہے ورنہ سوسائیٹی کا
گناہ اسے خیال نہین کیا جاتا۔ اب ایسی خطرناک بدکاری کو جس سے سوائے قتل کے اور کوئی بڑا جرم نہین اتنا
ہلکا سمجھ لینا اس کی کثرت کا نتیجہ ہے۔ اور اس جرم کا خفیف ہونا بجائے خود یہ نتیجہ پیدا کریگا کہ زنا کاری کی کثرت اور
بھی بڑھے گی کیونکہ جسقدر اس جرم کو ہلکا اور معمولی سمجھا جاوے گا اسیقدر سوسائیٹی کی وہ اخلاقی طاقت بھی کم
ہو جائے گی جو اسکے بہت سے افراد کو ان کامون سے روکتی ہے جو سوسائیٹی کو نقصان پہنچانیوالے ہین اور اسلیے زنا کاری
کی جرائت بھی اس تبدیل خیال کے ساتھ زیادہ ہو جاوے گی کیا ایسی سوسائیٹی مین پردہ کی کوئی ضرورت نہین۔

بے پردگی یعنی مردون اور عورتون کے کھلے میل جول کا ایک اثر یہ بھی ہوا ہے کہ نکاح کے متعلق بھی خیالات مین تبدیلی پیدا ہوگئی ہے۔ شادی کو پہلے ہر مرد و عورت کیلیے ضروریات مین سے سمجھا جاتا تھا مگر اب اسکو ضروری خیال نہین کیاجاتا بلکہ اس سے بھی قدم آگے بڑھاکر شادی سے مرد اور خصوصاً عورتین نفرت کرنے لگی ہین ایک مصنف نکاح کے خیال کو ان الفاظ مین ادا کرتا ہے کہ گویا لڑکیون کو اسلیے پالا جاتا ہے کہ وہ خاوندون کی تلاش مین بیقرار پھرین" ایسی تحریرون کا اثر یہ ہوگا اور ہوا ہے کہ تعلیم یافتہ لڑکیان اب چندان اس امر کی خواہشمند نہین رہین کہ وہ محصنت مین داخل ہوکر گھرونمین بسین اور گھرون کی قیدون مین پڑین۔ افسوس ہے کہ نکاح جیسے اہم معاملہ کو اسقدر بے وقری کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ اس کا نتیجہ ایک دن مین تو معلوم نہین ہوسکتا لیکن آہستہ آہستہ پتہ لگ جائیگا اور اسکے خطرناک نقصانون کی برداشت کرنی پڑے گی۔ کیا تقاضائے فطرت انسانی کو بھی تہذیب روکدیگی۔ اگرچہ اسوقت گھرون کی قید سے آزاد رہنا بڑا دلکش معلوم ہوتا ہے لیکن عنقریب وہ وقت بھی آتا ہے جب اسکے بد نتایج بھگتنے پڑینگے۔ یہ کہا جائیگا کہ یہ اختیاری تجرد ہے مگر جو کچھ اس سے پہلے کلیسیا کے عہدہ دارون کو تجرد پر مجبور کرنے کا نتیجہ ہوا تھا وہی نتیجہ یقیناً اب بھی اس تجرد کو اختیار کرنے سے پیدا ہونیوالا ہے۔ مندرجہ ذیل الفاظ جو ایک انگریزی کتاب (ومن ان انگلش لایف) سے لیے گئے ہین۔ پادریونکے تجرد کے خطرناک نتائج کو بیان کرتے ہین" اس تجرد کا سب سے برا نتیجہ سولھوین صدی مین ظاہر ہوا۔ سارے ملک مین بدکاری پھیل گئی۔ ایک لاکھ عورتونکو صرف پادریون نے تباہ کیا جنکے لیے بدکاری کا ارتکاب کرنیکے گھر رکھے جاتے تھے لیکن اڈورڈ ششم کے عہد سلطنت مین ایک اجازت کا بل پاس ہوا جس کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ ان قوانین کی وجہ سے جو تجرد پر مجبور کرتے اور نکاح سے روکتے ہین بڑی بدکاری پھیل گئی ہے"

انگلستان اور دیگر ممالک یورپ کی تمدنی زندگی مین یہ دردناک واقعات ہین جنکا حوالہ دیتے وقت بھی تکلیف معلوم ہوتی ہے لیکن انکے کھولکر بیان کرنے کی ضرورت اسلیے پیش آئی کہ یورپ کی تہذیب کے بعض نادان دوستون نے پردہ جیسی مفید رسم پر ظالمانہ اور جھوٹے حملے کیے۔ ہم نہین سمجھتے کہ ہندوستان کے ان مسلمانون نے جو پردہ کے دور کرنے پر زور دے رہے ہین کبھی یہ بھی غور کیا ہے کہ اس بے پردگی کے خطرناک نتایج جو کچھ یورپ مین ظاہر ہورہے ہین آخر ان کی تمدنی زندگی مین بھی پیدا ہوکر رہین گے اسلیے وہ اچھی طرح سے سوچ سمجھ لین کہ آیا وہ ان تمام نتایج کو بے پردگی کی برکات سمجھکر قبول کرنیکے لیے تیار ہین ہم نہین کہتے کہ مسلمانونکا موجودہ طریق زندگی ... اصلاح کا محتاج نہین یا ہر ایک نقص سے خالی ہے نہ ہم یہی دعوے کرتے ہین کہ پردہ ان لوگونکے لیے بھی روک ہوسکتا ہے جن کی طبیعت مین ہی بدی کیطرف جانیکا

مادہ پایا جاتا ہے۔ لیکن اس مین کچھ شک نہین کہ باوجود اپنی تنزل کیحالت اور باوجود سب نقصونکے مسلمان ان بدیون سے جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے یورُپ کی سوسائیٹی کی نسبت بہت ہی بری ہین اور انہین بھی شک نہین کہ ابتک مغربی تہذیب کو ان بدیون کے دور کرنیکا کوئی علاج نہین ملا جو بے پردگی سے انہین پیدا ہو گئی ہین۔ پردہ کے پورے پورے فواید صرف اسی حالت مین ظاہر ہو سکتے ہین جب پورے طور پر پردہ کی ہدایات پر عمل کیا جاوے اور غض بصر کے طریق کو جوان بدیون کو جڑ سے کاٹنے والا ہے مردون اور عورتون کے درمیان پورے طور پر ملحوظ رکھا جاوے۔

ہر ایک مذہب کی اصلی غرض یہی رہی ہے کہ اپنے پیروؤن کے دلونمین پاکیزگی اور طہارت پیدا کرے یہی وجہ ہے کہ ہر ایک مذہب نے زنا کو ایک خطرناک جرم قرار دیا ہے اور اس سے بچنے کی تدبیرین بتائی ہین۔ مگر وہ تدابیر جو قرآن کریم نے پیش کی ہین سب سے اعلے اور سب سے آسانی کے ساتھ عمل مین آسکتی ہین اور وہ اس خطرناک بدی کو جڑ سے اکھاڑنیوالی ہین مثلاً انجیل صرف اتنا ہی کہنے پر اکتفا کرتی ہے کہ عورتون کی طرف شہوت کی نظر سے نہین دیکھنا چاہئے لیکن اس حکم مین انسانی فطرت کا گہرا مطالعہ نہین پایا جاتا۔ اور نہ ہی بدی کو اسکے منبع پر روکنے کی کوشش کی گئی ہے جہان اسکا رکنا آسان تر ہے یہ کام قرآن شریف نے کیا ہے اور اسلیئے جہان ایک طرف وہ عورتونکو یہ حکم دیتا ہے کہ وہ اپنی زینتونکو اجنبی مردونکے سامنے ظاہر نہ کرین کیونکہ عورت کا بناؤ سنگار ہی مرد کے لیے بڑی کشش کا باعث ہے ساتھ ہی یہ دوسرا حکم بھی دیتا ہے کہ جب مرد اور عورت ایکدوسرے کے سامنے آوین تو ان کو چاہیئے کہ وہ اپنی آنکھین نیچی کر لین اور ایک دوسرے کی طرف ارادتاً نظر اٹھا کر نہ دیکھین۔ اسلیے قرآن کریم صرف شہوت کی نظر کے ساتھ دیکھنے سے ہی منع نہین کرتا بلکہ بلا ضرورت بیگانہ عورتون کی طرف دیکھنے سے قطعاً روکتا ہے اس کا فلسفہ یہ ہے کہ انسان کمزور ہے اور بدی کے مواقع پر پوری ہمت سے بچ رہنا کسی کسی جوانمرد کا کام ہے اسلیے اگر اجنبی مردون اور عورتون کو کھلے طور پر ایک دوسرے کے ساتھ ملنے اور ایکدوسرے کی طرف دیکھنے کی اجازت دیجاوے تو بدخیال کو دل سے دور رکھنا آسان امر نہین ہے۔ ایک آدمی کو پہلے یہ کہنا کہ وہ خوبصورت عورتون کی طرف دیکھ لیا کرے اور پھر کہنا کہ بدخیال کو دل مین آنے نہ دے خود اسے مشکلات مین ڈالنا ہے۔ مثلاً جہان سوسائیٹی اس امر کو بُرا نہین سمجھتی کہ آدمی مشہور خوبصورت عورتونکے گرد جمع ہون جن کی غرض سوائے اسکے کچھ نہ ہو کہ انکو دیکھکر اور اُنسے باتین کر کے حظ اوٹھاوین اور پھر اس سے بڑھکر شراب سے بدمست بھی ہون تو کون عقلمند انسان کہیگا کہ وہ پاک نظر دنسے عورتونکو دیکھ رہے ہین جیسا کہ یہ فیصلہ کرنا مشکل ہے کہ ایک شراب نوش کسوقت حد اعتدال سے گذر کر

کثرت شراب نوشی کا مرتکب ہو جاتا ہے ایسا ہی یہ فیصلہ کرنا بھی آسان نہین کہ ایک نظر جس کی غرض سوائے ایک عورت کو دیکھنے کے اور کچھ نہین کس وقت شہوت کی نظر ہو جاتی ہے۔ پس جیسا کہ کثرت میخوری سے بچنے کیلیے یہ ضروری ہے کہ شراب کے استعمال کو قطعًا روکا جاوے ایسا ہی شہوت کی نظر کو روکنے کیلیے یہ ضروری ہے کہ عورتون کی طرف بلا ضرورت دیکھنے سے قطعًا روکا جاوے۔ پس قرآن کریم فطرت انسانی کے اندرون کو دیکھکر وہ علاج تجویز کرتا ہے جو اس بدی کو عین اس جگہ روکتا ہے جہان سے یہ پھوٹ کر نکلتی ہے۔ اور اس سوراخ کو بند کرتا ہے جہان سے ابتدا اس بدی کی ہوتی ہے۔ پس یہ حکم دینا کہ تم شہوت کی نظر سے اجنبی عورتون کی طرف مت دیکھو۔ محض ایک حکم ہے جسکے ساتھ کوئی علاج نہین اور کوئی تدبیر نہین بتائی گئی کہ کیونکر انسان نظر بد سے بچ سکتا ہے۔ ہان زنا سے بچنے اور نظر بد سے بچنے کیلیے تدبیر وہ ہے جو قرآن شریف نے بتائی ہے کہ وہ اجنبی عورتون کی طرف ہرگز نہ دیکھے۔ پس پردہ رسم ہی جو زناکاری جیسی خطرناک بدی کو جڑ سے اکھاڑتی ہے اور کوئی علاج نہین جس سے یہی مقصد حاصل ہو سکے۔

"مسلم ریفارمر" کے نماز پر حملون کا جواب

اللہ تعالے سورہ مریم مین اپنے برگزیدہ اور صادق اور مخلص بندون حضرت ذکریا یحییٰ عیسےٰ ابراہیم۔ اسحٰق یعقوب۔ اسمٰعیل موسےٰ اور ادریس علیہم السلام کا ذکر کرکے فرماتا ہے۔ اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰہُ عَلَیۡہِمۡ مِّنَ النَّبِیّٖنَ مِنۡ ذُرِّیَّۃِ اٰدَمَ ٭ وَ مِمَّنۡ حَمَلۡنَا مَعَ نُوۡحٍ ۫ وَّ مِنۡ ذُرِّیَّۃِ اِبۡرٰہِیۡمَ وَ اِسۡرَآءِیۡلَ ۫ وَ مِمَّنۡ ہَدَیۡنَا وَ اجۡتَبَیۡنَا ؕ اِذَا تُتۡلٰی عَلَیۡہِمۡ اٰیٰتُ الرَّحۡمٰنِ خَرُّوۡا سُجَّدًا وَّ بُکِیًّا ۞ فَخَلَفَ مِنۡۢ بَعۡدِہِمۡ خَلۡفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوۃَ وَ اتَّبَعُوا الشَّہَوٰتِ۔ (مریم ۵۸-۵۹) یہ برگزیدہ انبیاء وہ لوگ ہین جن پر اللہ نے اپنے انعام نازل فرمائے۔ آدم کی نسل سے اور ان مین سے جنکو ہمنے نوح کے ساتھ سوار کیا۔ اور ابراہیم اور اسرائیل کی نسل سے اور انہین سے جنکو ہمنے راہ راست پر قایم رکھا اور منتخب فرمایا جب خدائے رحمٰن کی آیتین انپر پڑھی جاتین تو وہ سجدہ مین گر پڑتے اور روتے۔ پھر انکے بعد ایسے ناخلف پیدا ہوئے جنہون نے **نمازون کو ضایع کیا**۔ اور نفسانی خواہشونکے پیرو ہوئے۔ قرآن کریم مین جسقدر قصص اولین مذکور ہوئے ہین وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور

آپکے متبعین یا مخالفین کے حق مین بطور پیش گوئیو نکے وارد ہوئے ہین جہان یہ ذکر کیا گیا ہے کہ کس طرح ہمنے اُن مجرمین کو عذاب سے ہلاک کیا جنہون نے پہلے انبیاء کی تکذیب اور مخالفت کی وہان دراصل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مخالفین اور مکذبین کو آنیوالے عذاب سے ڈرایا ہے اور جہان پہلے انبیاء اور رسل کی اپنے مخالفین پر انجام کار فتح و غلبہ پانیکا اور ان کی کامیابی کا ذکر کیا ہے۔ وہان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپکے اتباع کی فتح اور غلبہ اور کامیابی کا ذکر مقصود ہے۔ اسی طرز کے مطابق آیات مذکورہ صدر مین اللہ تعالے جہان ایک طرف انبیائے سابقین کے سچے اخلاص اور محبت اور اطاعت الٰہی مین گداز ہونیکا ذکر کرنیکے بعد انکے پیچھے آنیوالی امتون کو نمازون کے ضایع کرنیوالے اور نفسانی خواہشات کی پیروی کرنیوالے قرار دیتا ہے۔ دوسری طرف یہ مقصود بھی اس کلام الٰہی کا ہے کہ وہ سب نعمتین اور فضل جو ہمنے اولین پر نازل فرمائے اسوقت ان سب کے مورد محمد رسول اللہ صلعم کی ذات بابرکت ہے اور ایسا ہی آپکے صحابہ بھی۔ لیکن ساتھ ہی پیشگوئی کے رنگ مین یہ بیان فرمادیا ہے کہ اس نبی کے بعد آنیوالی نسلون مین بھی وہ لوگ پیدا ہونگے جو نمازونکو ضایع کرینگے اور نفسانی خواہشات کے پیچھے پڑجاوینگے۔ سو مسلمانونکو متنبہ کیا ہے اور ڈرایا ہے کہ اگر وہ ایسا کرینگے تو انپر بھی وہی تباہی آویگی جو پہلے لوگونپر آئی جو اپنے آپکو متبعین انبیاء سمجھتے تھے مگر وہ اسوجہ سے مستحق انعامات الٰہی نہ رہے کہ انہون نے نماز جیسی ضروری چیز کو جسکے بغیر انسان خدا کو پا ہی نہین سکتا چھوڑ دیا۔ ان آیات مین دو گروہونکا بیان کیا گیا ہے اور ہر ایک گروہ کے امتیازی نشان بیان فرمادیے ہین ایک طرف تو خدا تعالے کے برگزیدہ بندے ہین جو خدا کے آگے ایسی خشیت اور خوف سے گرے رہتے ہین کہ انکو سجدے سے سر اٹھانا مشکل ہوتا ہے اور دوسری طرف وہ ناخلفونکا گروہ ہے جن کا سب سے بڑا نشان یہی ہے کہ وہ نمازونکو ضایع کرتے اور دنیوی خواہشات کو انپر مقدم رکھکر انہین کے پیچھے ہو لیتے ہین۔ اس آیت مین لفظ خلف بسکون لام واقع ہوا ہے جسکے معنے بدکار نسل کے ہین اور خلف بفتح لام اچھی نسل کو کہتے ہین۔

مسلم ریفارم مسلمانون کی اُس پارٹی کا ایک اخبار ہے جو اتباع یورپ مین اپنے مذہب کو بھی خیرباد کہنا چاہتے ہین۔ اس کی تازہ اشاعت مین نماز کو ایک ایسی بے حقیقت چیز قرار دیا گیا ہے کہ اس اخبار کے نزدیک جب کوئی آدمی اپنے کسی دنیوی کام مین مصروف ہو تو اسکے لیے یہ ضروری نہین ہے کہ وہ اس کام کو چھوڑکر نماز کی طرف متوجہ ہو۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے "پس اگر مسلمان بیرونی دنیا سے جس کا شغل کاروبار دنیوی بہت بڑھا ہوا ہے اپنے تعلقات کا لحاظ رکھکر نمازون کی پوری تعداد کو کاٹ کر صرف دو نمازین رکھلین مثلاً صبح اور شام تو وہ دایرہ اسلام سے خارج نہین سمجھے جاوینگے کیونکہ اسلام ایک

زمانہ یا ایک ملک کے لیئے نہین بلکہ تمام نسل انسانی کیلیئے ہے اور دنیا کے اخیر تک قایم رہیگا۔ اسوقت سے جب کہا جاتا ہے کہ پہلے نمازونکے وقت مقرر ہوئے ہم تیرہ سو سال پیچھے دنیا مین آئے ہین۔ زمانہ اسوقت سے بالکل بدلگیا ہے۔ دنیا کے اشغال بہت بڑھگئے ہین اور پہلے کی نسبت کم از کم تیرہ گُنا ہوگئے ہین تو پھر کیا ہم ترقی کرنیوالی دنیا کی ضروریات سے اپنی آنکھین بند کرلین اور اپنے آپ کو آج سے تیرہ صدیان پہلے کے خیالات مین مُردونکی طرح گاڑ دین؟" مسلم ریفارم کا یہ خیال ہے کہ جب پہلے پانچ نمازین مقرر کیگئی تھین اسوقت کی نسبت ہم تیرہ صدیان آگے گذر آئے ہین اور اُسوقت دنیا کے کاروبار تھوڑے تھے اب زیادہ ہوگئے ہین لیکن تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپنے ایک قدم بھی آگے نہین اٹھایا کیونکہ جو کچھ آپ کو اب سوجھا ہے یہ عین اُسوقت بھی عرب کے (آپکے الفاظ مین) بعض "جاہل" لوگونکو سوجھا تھا۔ جنہون نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے آکر یہ درخواست کی کہ ہمارے اشغال بہت ہین اسلیئے ہمارے لیے نمازین کم کردیجاوین۔ ہمنے اوپر کہا ہے کہ مسلم ریفارم یا اپنے خیال مین اس مہذب فرقہ نے اُن تیرہ صدیان پہلے کے جاہل بدوؤنسے ایک قدم بھی آگے نہین اٹھایا جہانتک کثرت اشغال کی وجہ پر ترک صلوۃ کا سوال ہے ہان شاید اب وہ ایک قدم آگے اٹھاوینگے جو اُن عربون نے نہ اٹھایا تھا اور اس قدم کے اٹھانیسے وہ اس گڑھے مین اپنے آپ کو پاوینگے جسکے کنارے پر وہ اسوقت کھڑے ہین۔ ان کا اختیار ہے اسکا نام ترقی رکھ لیوین۔

مسلم ریفارم نے اصل مقصد کو الفاظ کے نیچے چھپانے کی بھی کوشش کی ہے مگر اسکا مطلب خود بخود لفظونسے ظاہر ہو رہا ہے وہ اسباتکو تو مانتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بیشک پانچ اوقات نماز کے مقرر کیئے مگر اِس صدی کے مسلمان جس سے شاید اُسکی مراد اُن مسلمانونسے ہے جو یورپ کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کر رہے ہین۔ اس امر کے پابند نہین کہ وہ بھی پانچوقت کی نماز کو برابر ادا کرین بلکہ اگر عین نماز کے وقت کوئی اور شغل پیش آجائے تو اُس شغل کو چھوڑ کر نماز کیطرف آنا خلاف تہذیب ہے۔ کیا وہ سچ مچ یہ خیال کرتا ہے کہ جب پہلے نماز کے اوقات مقرر کیئے گئے تھے تو مسلمانونکے سامنے کوئی دنیوی اشغال نہ تھے یا یہ کہ نماز کے اوقات وہ مقرر کیئے گئے تھے جو فرصت کے اوقات تھے اور اُسوقت کوئی دنیوی شغل ممکن طور پر راہ مین پڑہی نہ سکتا تھا۔ کوئی سمجھدار آدمی اسباتکو تسلیم نہین کر سکتا۔ دنیا اپنے کاروبار مین اُسوقت بھی اسی طرح مصروف تھی جیسے اب ہے۔ کوئی نہین کہہ سکتا کہ وہ مزدور جو چار پیسے کمانیکے لیئے صبح سے لیکر شام تک ڈلیا سر پر اٹھاتا ہے یا وہ زمیندار جو شدت گرمی اور سخت کڑکڑاتے جاڑے مین ایک ہی وتیرہ پر اپنے کام مین مصروف ہے اور عین دوپہر کیوقت اور آدھی

رات کو بھی آرام نہیں کرتا اُسے اُس مہذب جنٹلمین سے زیادہ فرصت ہے جو ہر روز ڈاڑھی مونڈوانے اور کپڑوں کی درستگی اور فضول بات چیت میں کئی گھنٹے ضایع کر سکتا ہے۔ پس تہذیب نے یہ نئے شغل تو بیشک نکال دیئے ہیں جن کو آج نماز پڑھنے پر ترجیح دیجاتی ہے۔ مگر مفید اور قیمتی کاموں میں دنیا کی مصروفیت ہمیشہ سے چلی آتی ہے۔ نمازوں کا حکم ایسے وقت میں دیا گیا تھا جب اسی طرح سے دنیوی اشغال موجود تھے البتہ آج کل کے فضول اشغال اور عیش و عشرت کے سامان نہ تھے۔ اور مسلم ریفارم کے اس بیان کی تاریخ تردید کرتی ہے کہ دنیا کے اشغال تیرہ گنا بڑھ گئے ہیں پس کام کی زیادتی کا عذر جھوٹا ہے اور اصل غرض سوائے اسکے کچھ نہیں کہ مطلق نماز پڑھنے سے ہی آزادی ہو جائے اسکے لیے اول یہ تجویز کی گئی ہے کہ نماز کے دو اوقات یعنی صبح اور شام مقرر کیئے جاویں لیکن تھوڑے دنوں میں ہی ہم یہ سن لینگے کہ کوئی مہذب جنٹلمین ایسی بیوقوفی کا مرتکب نہیں ہو سکتا کہ سورج کے چڑھنے سے پہلے ہی بستر سے اٹھ کھڑا ہو بلکہ اندھیرے اندھیرے کپڑے پہن کر نماز کیلئے تیار ہو جاوے کیونکہ یورپ کی تقلید یہ چاہتی ہے کہ نو بجے سے پیشتر خواب راحت سے نہ اٹھا جائے۔ اس طرح صبح کی نماز کا فیصلہ ہو باقی رہی شام کی نماز سو اسکا عذر اس سے بھی بہتر یہ ہے کہ وہ جنٹلمینوں کے سیر یا دوستوں سے ملنے کا یا ناچ کی مجلس میں شریک ہونے یا تھیٹر میں تماشا دیکھنے کا ایک ہی موزوں وقت ہے پس ان اشغال کو چھوڑ کر وہ نماز کی طرف کہاں متوجہ ہو سکتے ہیں۔ دراصل عدم ضرورت نماز کیلیے جو طرز استدلال مسلم ریفارم نے اختیار کی ہے اسپر چلکر تو یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ دن اور رات کے چوبیس گھنٹوں میں ایک منٹ بھی ایسی فراغت کا نہیں جو خدائے ذوالجلال کے آگے سر جھکانیکی مہلت دیسکے۔ ایک سچے دہریہ اور مہذب جنٹلمینوں میں اگر فرق ہے تو یہ ہے کہ دہریہ تو اپنے دل کے خیالات کا صاف صاف اظہار کر دیتا ہے اور یہ لوگ اسقدر اخلاقی جرأت نہیں رکھتے کہ جو خیال دل میں آئے اُسکا صحیح صحیح اظہار بھی کر دیں اور باوجود اصل اسلامی عقاید سے کوسوں دور پڑے ہوئے ہونیکے ہی چاہتے ہیں کہ وہ مسلمان سمجھے جاویں۔

شاید اس تحریر پر یہ اعتراض کیا جاویگا کہ جو لوگ خود دایرہ اسلام میں رہنا چاہتے ہیں ہم انکے متعلق ایسے الفاظ کیوں استعمال کرتے ہیں جن سے وہ اس دایرہ سے خارج سمجھے جاویں اور اسطرح ہم میں دایرہ اسلام کے تنگ کرنیکے جرم کا مرتکب قرار دیا جاویگا ہم پہلے بھی کہہ چکے ہیں کہ ایسے مقام پر جہاں غفلت سے ایک انسان مذہبی فرائض کی ادائیگی سے قاصر ہے ہم خاموشی اختیار کر کے اسکا معاملہ اللہ تعالے کے سپرد کرتے ہیں۔ مگر جب اصول اسلام پر حمایت کے لباس میں حملے کیئے

جاوین اور ان کو پبلک مین شایع کیا جاوے تو ان کی قلعی کھولکر دکھانا ہر مسلمان کا فرض ہے مسلم ریفارم اسلام کے مقدس اصول کو جڑھ سے اکھاڑنا چاہتا ہے اور اسلیئے اس کی غلطی کو پبلک پر ظاہر کرنا نہایت ضروری ہے تاکہ لوگ اس دھوکہ مین پھنسکر اس کی ابلہ فریب باتون مین نہ آجاوین کہ وہ واقعی حامی اسلام ہے۔ ہم ابھی تک اس بات کو نہین سمجھ سکے اور ہر ایک عقلمند انسان ہمارے ساتھ اتفاق کریگا کہ وہ کونسی ایسی شدید ضرورت درپیش ہے جو بغیر نمازون کی تعداد کم کرنیکے رفع نہین ہو سکتی۔ ان باتون کا تو صاف مفہوم یہی ہے کہ مسلمانون کی اصلاح کیلیئے ترک صلوۃ ضروری ہے۔ بالفاظ دیگر مسلم ریفارم کا منشاء یہ ہے کہ جسقدر مسلمان نمازون کی طرف کم متوجہ ہونگے اسیقدر وہ زیادہ مہذب ہوتے جاوینگے اور اس اخبار کے الفاظ سے یہ نتیجہ نکالنے مین کوئی منصف ہمین ناانصافی کا مرتکب قرار نہین دیسکتا۔ پس اگر تہذیب کیطرف پہلا قدم اٹھانیکے لیے یہ ضروری سمجھا جاتا ہے کہ نمازون کی تعداد کم کیجاوے تو ہر ایک شخص آسانی سے دیکھ سکتا ہے کہ دوسرا قدم کامل تہذیب کے حاصل کرنیکے لیے جس سے مراد یورپ کی پوری پوری تقلید ہے یہ ہوگا کہ نمازونکو سرے سے ہی خیرباد کہا جاوے۔ افسوس ہے کہ جہان اس قدر شور ظاہری یا جسمانی تہذیب کے لیے کیا جاتا ہے۔ دل کی تہذیب کے لیے جس سے مراد خیالات کی پاکیزگی ہے جو حقیقی تہذیب ہے کوئی کوشش نہین کیجاتی بلکہ اس کی تو پروا بھی نہین کیجاتی جبکہ صلوۃ خمسہ کے پابند ہونیسے اپنے آپ کو تیرہ صدی پیشتر کے خیالات کی قبر مین دفن کرنا اور ترقی کرنے والے دُنیا کی ضروریات سے آنکھین بند کرنا کہا جاتا ہے تو اس سے بڑھکر نماز کی اور کیا بے ادبی ہو سکتی ہے۔ مسلم ریفارم کے نزدیک مسلمانونکا ترقی کرنا ناممکن ہے جبتک کہ وہ نمازونکو نہ چھوڑ دین۔ یہ بہتر ہے کہ ایسے شخص کو کھلے الفاظ مین یہ کہدیا جاوے کہ اسلام کے رکن اعظم کے متعلق ایسے الفاظ بولکر آپ مسلمان نہین کہلاسکتے تاکہ دوسرے لوگ اسکے دھوکہ سے بچے رہین۔ بیشک اسلام کا دایرہ وسیع ہے لیکن اس وسعت کے یہ معنے نہین کہ جو شخص مخالف اسلام جو اعتقاد چاہے رکھے اور جس طرح پر اسلام کے قایم کردہ اصولون کی بے ادبی چاہے کرے وہ مسلمان ہی سمجھا جاویگا۔ وہ تہذیب کے مدعی جو آج یہ کہتے ہین۔ کہ نمازونکو وحشیانہ اور جاہلانہ رسوم سمجھکر بھی ہم مسلمان رہ سکتے یا کہلاسکتے ہین آج نہین تو کل یہ کہنے کی بھی جرأت کرسکینگے کہ خدا کو ماننا تہذیب کے خلاف ہے مگر تاہم ہم اچھے خاصے مسلمان ہین اور یہ کوئی بعید بات نہین بلکہ اُنکے موجودہ عقاید کا لازمی نتیجہ یہ ہے جو اب بھی انکے دلون مین چھپا ہوا موجود ہے کہ خدا کوئی نہین۔ اور یہ کسی سوچ یا سمجھ کا نتیجہ نہین بلکہ اندھا دھند اور بلا دیکھے ایک مادہ پرست اور دہریہ قوم کے پیچھے چلنے کا نتیجہ ہے۔

ہم اوپر لکھ چکے ہین کہ یہ عذر محض جھوٹ ہے کہ آج کل مسلمانون کو پہلے زمانے کی نسبت زیادہ کام کرنا پڑتا ہے۔ کوئی ایسا انسان نہین جو چوبیس گھنٹے ہی کام مین لگا رہتا ہو یا زیادہ سے زیادہ سونے کے چھ گھنٹے فضول گفتگوؤن اور دوستون کی ملاقات اور لباس کی آراستگی مین صرف ہو جاتے ہین اگر وقت نہین ملتا تو نماز کیلیے ہی نہین ملتا۔ بات یہ ہے کہ انکے دل خدا کی محبت اور خدا کے خوف سے بالکل خالی ہین ورنہ ایسی بات کب منہ سے نکل سکتی ہے کہ خدا کے آگے جھکنے کے لیے ہمین وقت کوئی نہین ملتا۔ اور اگر بالفرض یہی سچ ہو کہ نماز کے وقت پر کوئی شغل دنیوی ہی درپیش ہو تو کیا نماز پڑھنے کیلیے ایسا عذر کرنا یہ نہین بتاتا کہ نماز کی ایسے شخص کے دل مین کیا وقعت ہے اسکا مطلب تو یہ ہوگا کہ نماز سو دفعہ جاتی رہے مگر پیسہ ہاتھ سے نہ جائے یعنی پیسہ کی قدر ایمان سے بہت زیادہ ہے پس جون جون مذہب کا کوئی اصول پیسہ کمانیکی راہ مین مخل معلوم ہوگا اسکو ترک کیا جاویگا۔ گویا ایمان ایک ایسی حقیر چیز ہے اور خدا کے آگے سر جھکانا ایک ایسی لغو بات ہے کہ ایک پیسہ کو بھی اسپر ترجیح ہے۔ پھر ایمان کہان اور خدا اور خدا پرستی کہان۔ ہم نہین جانتے کہ دہریت کے سر مین کونسے سینگ ہوتے ہین جو ان با تو ن مین موجود نہین۔ آہ عجب حالت ہے ایک طرف تو یہ لوگ ہین جو اس بات پر زور دے رہے ہین کہ مذہبی فرایض کی ادائیگی کو پیسہ کمانیکے لیے بالکل ترک کر دینا چاہیے اور دوسری طرف خدا کا وہ برگزیدہ رسول ہے جو اس شخص کو اپنے ساتھیون مین نہین سمجھتا جو دین کو دنیا پر مقدم نہین رکھتا۔

ان تمام امور سے صاف ظاہر ہے کہ یہ نئی پارٹی جو نماز دنکے ترک کرنے اور دنیا کے کاروبار مین منہمک ہو جانے پر زور دے رہی ہے آیت مذکورہ صدر کے لفظ خلف کی مصداق ہے جس کی تعریف مین قرآن کریم نے اَضَاعُوا الصَّلٰوۃَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ فرمایا ہے۔ جو لوگ اس اصول کو رواج دینا چاہتے ہین کہ جہان نماز کسی شغل دنیوی مین مخل ہو اسکو ترک کر دیا جاوے خود دیکھ سکتے ہین کہ وہ نماز کو ضایع کرنے کی تجویز مین لگے ہوئے ہین اور اپنی خواہشات کو مقدم رکھکر انہین کی پیروی کرنا چاہتے ہین لیکن چونکہ ہم انکے دعوے اسلام کو یونہی رد نہین کرنا چاہتے بلکہ ہر پہلو سے اسپر مکمل بحث کرنیکا ارادہ رکھتے ہین اس لیے اب ہم یہ دیکھینگے کہ انکے خیالات کہانتک ان انبیاء علیہم السلام کی تعلیم کے موافق یا مخالف ہین جن کا ذکر قرآن شریف کی اسی آیت مین موجود ہے جو صلوٰۃ کو ضایع کرنیوالے خلف کے ذکر سے پہلے وارد ہوئی ہے۔ ہر ایک آسمانی کتاب اور ہر ایک خدا کے مرسل کا اصل مدعا اور مقصد اعلے یہی رہا ہے اور قرآن کریم اسپر شاہد ہے کہ انسان اللہ تعالے کی پوری معرفت حاصل کرے اور بصیرت سے اس غیب الغیب ہستی پر ایمان لاوے اور اس سے ایسا تعلق پیدا کرے جسکے سامنے دنیا کے تمام تعلقات

پہنچ ہون اور اس عالم کو چند روزہ سمجھکر آخرت کو اپنا اصلی اور دائمی گھر سمجھے۔ نماز روزے اور ہر ایک عبادت کا بھی منشاء ہے کہ وہ انسان کو اس اصلی مقصد تک پہنچاوے اور اس غرض کے حاصل کرنے مین اسکی مدد کرے۔ نماز روحانی بیماریون کا علاج ہے اور اس نسخہ کو ایک مقدس طبیب نے تجویز کیا ہے کہ اسکے ذریعہ سے بیمار انسان صحت یاب ہو سکتے ہین۔ اب یہ جو بار بار زور دیا جاتا ہے کہ تیرہ سو سال مین ہمنے اسقدر ترقی کی ہے یہ بالکل بمعنی بات ہے۔ سوال تو یہ ہے کہ نمازون کی ضرورت ابھی ایسی ہے یا نہین؟ اور اسکے لیے مادی ترقی کو دلیل پیش کرنا اگر عمداً اصل بات سے اعراض کرنا نہین تو نادانی ضرور ہے اگر شارع علیہ السلام نے نمازون کو مادی ترقی کا ذریعہ تجویز کیا تھا تو بیشک مسلم ریفارم کا حق ہی کہ یہ سوال کرے کہ موجودہ مادی ترقی کے بعد بھی نماز کی ضرورت مسلمانون کو باقی ہے کہ نہین؟ لیکن اگر جیسا کہ صاف ظاہر ہے نماز روحانی ترقی کیلئے ایک ذریعہ تھی اور ہے تو نماز کی ضرورت اور عدم ضرورت کے سوال مین کوئی روحانی ترقی پیش کرنی چاہیئے اگر واقعی آج کل کے مسلمان خدا کی معرفت مین ایسے کامل ہو گئے ہین جیسے آنحضرت صلعم کا منشاء تھا کہ وہ ہو جاوین اگر انکے تعلقات اللہ تعالے کے ساتھ ایسے مضبوط ہو گئے ہین جن کو کوئی امتحان اور کوئی بلا جدا نہین کر سکتی اگر انہون نے عالم آخرت کو اپنے لیے جا ودانی مقام سمجھ کر اس دنیا کے ہیچ اور ناچیز ہونیکو یقین کر لیا ہے اگر اللہ تعالے کا خوف اور اس پاک ذات کی محبت انکے دلون مین کوٹ کوٹ کر بھر چکی ہے۔ غرضیکہ وہ اس اعلے مقام پر پہونچ چکے ہین کہ اسی دنیا مین بہشتی زندگی انکی شروع ہو گئی ہے تو پھر یہ سوال اٹھانا بھی کوئی معنے رکھتا ہے۔ اگرچہ جو انسان ایسی حالت پر پہنچ جائیگا وہ خود بخود دیکھ لیگا کہ صرف نماز ہی خدا تک پہنچنے کا ایک ذریعہ ہے اور تارک الصلوٰۃ ہونا گویا اللہ تعالے سے جدائی اختیار کرنا اور دوزخ کے گڑھے مین گرنا ہے لیکن اگر روحانی طور پر وہ اپنی حالت کو گرا ہوا پاتے ہین اگر خدا تعالے کے ساتھ انکے تعلقات اعلے درجہ کی محبت کے نہین اگر وہ تمام دنیاوی خواہشات کو اللہ تعالے کے ساتھ تعلق قایم رکھنے کیلیے چھوڑنیکے واسطے تیار نہین اگر دنیاوی منافع اُن کی دینی راہ مین روک ہو رہے ہین تو پھر نماز کو چھوڑنا یقیناً ہلاکت تک پہنچا دیگا کیونکہ انہی باتونکا علاج نماز کو قرار دیا گیا ہے۔ اس سے بڑھکر انسان اپنے آپ کو کیا دھوکہ دیسکتا ہے کہ جس صورت مین وہ اللہ تعالے سے جدا ہو کر نفسانی زندگی بسر کر رہا ہو تو یہ سمجھ بیٹھے کہ اب اسے کسی علاج کی ضرورت نہین اور کوئی تریاق اسے درکار نہین جو دنیا کی محبت کے زہر کے اثر کو دور کرے۔ مسلم ریفارم کے دیکھنے سے جو کچھ معلوم ہوتا ہے وہ یہی ہے کہ مسلمانونکو وہ اسقدر حقیقۃً دنیا پر جھکے ہوے اور اشغال دنیوی مین منہمک دیکھنا چاہتا ہے کہ لمحہ کیلیے بھی انکے خیالات مین یہ نہ آوے کہ خدا بھی ہے یا کہ وہ پرستش کے لایق ہے اسکی رائے مین دنیا اسقدر کاروبار مین مصروف ہے اور اسکے اشغال اسقدر کثرت سے ہین کہ وہ خدا کے ہر جگہ موجود ہونیکا خیال بھی ل

مین نہین لانا چاہتی اور اس کی خواہش صرف اسیقدر ہے کہ مسلمان یورپ کے اُن مادہ پرست اور دہریونکے نقش قدم پر چلین جنہون نے کفارہ کے غلط عقیدہ سے بیزار ہوکر دنیوی آرام اور دنیوی راحت کو ہی اپنی خوشحالی کا مقصد اعلےٰ سمجھ رکھا ہے اور سوائے خدا تعالیٰ کی ہستی کے انکار کے اور کوئی پناہ ہی اُنکو نہین ملی۔

اس سے یہ ظاہر ہے کہ اگر اسی دنیاوی راحت کو اس زندگی کی غایت سمجھ لیا جاوے اور عالم عاقبت کی نسبت کبھی خیال بھی ہمارے دل مین نہین آنا چاہئے تو پھر یہ نئے مسلمان نمازونکی تعداد کو کم کرنے مین بیشک حق پر ہونگے! ور اس سے اگلا قدم یعنی نمازون کو سرے سے منسوخ ہی کر دینا اور بھی مفید ثابت ہوگا اور جتنی جلدی یہ کام کیا جاوے اتنا ہی فایدہ زیادہ ہوگا۔ لیکن اگر خدا ہے اور اس دنیا کے بعد کوئی اور عالم بھی ہے جسکے لیے ہماری اس دنیا کی زندگی صرف ایک قسم کی تیاری ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ایسا ہی ہر ایک نبی نے تعلیم دی ہے تو پھر ہر ایک تجویز جو اس مقصد کے حاصل کرنیکے لیے روک ہوسکتی ہو اور خدا تعالےٰ سے ہمین دور رکھتی ہے وہ بے برکت تجویز اور شیطانی وسوسہ ہے جیسا کہ یہ نمازونکے کم کرنیکا یا بالکل ترک کر دینے کا خیال۔ کیونکہ ہم نماز مین اللہ تعالیٰ کی ہستی کو دیکھتے اور محسوس کرتے ہین کیا کوئی سمجھدار آدمی ترک نماز کیلیے اس عذر کو جایز قرار دیسکتا ہے کہ ہم دنیوی کاروبار مین اسقدر مصروف ہین کہ ایسے غیر ضروری امر کیطرف متوجہ نہین ہوسکتے کیا نمازین اسلیے مقرر کیگئی تھین کہ مسلمانون کی بیکاریکا وقت اسی حیلہ سے بہل جائے اگر یہ سچ ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی دیکھکر نماز کا حکم دیا تھا کہ صحابہ بیکار بیٹھے رہتے تھے تو پھر کسی اور مفید کام مین وقت صرف کرنا بیشک بہتری کا باعث ہوسکتا ہے۔ لیکن ہم مسلم ریفارم اور اسکے حامیونسے یہ پوچھنا چاہتے ہین کہ آیا نماز کے متعلق انکا یہی عقیدہ ہے۔ ساتھ ہی ہم یہ بھی دریافت کرنا چاہتے ہین کہ دنیوی اشغال یعنی مالی فواید کو مذہبی فرایض پر ترجیح دینا اس دنیا کی وہ محبت تو نہین جس سے خدا تعالےٰ منع کرتا اور جسکے بد نتایج سے بار بار قرآن کریم مین ڈراتا ہے جیسا کہ اس آیت مین وَمِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا ۝ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ يُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُوْنَ وَرَآءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيْلًا ۝ (الدہر ۲۶-۲۷) اور رات کے بڑے حصہ مین نمازین پڑھو اور خدا کی تسبیح و تقدیس کرو یہ لوگ تو صرف دنیا سے ہی محبت رکھتے ہین اور قیامت کے روز سخت کو پس پشت ڈال رکھا ہے یعنی اسکے لیے کچھ بھی تیاری نہین کرتے'' یہان ایک طرف تو حکم دیا گیا ہے کہ رات کے بڑے حصہ مین نمازین پڑھا کرو۔ اور پھر اسکے مخالف طریق کو حُبِّ دنیا بیان کیا گیا ہے۔ اور مسلم ریفارم کا یہ فرض ہے کہ وہ دکھادے کہ جن لوگونکے متعلق اس جگہ یحبون العاجلۃ بیان کیا گیا ہے وہ کسطرح سے ان مین شامل نہین۔

پس نماز کا حکم تو قرآن کریم اسلیئے دیتا ہے تاکہ دنیا کی محبت کم ہو اور اللہ تعالےٰ سے تعلق مضبوط ہو

اور جو شخص حُبِ دنیا مین مستغرق اور خدا تعالے سے دور پڑا ہوا ہے اسکا یہ کہنا کہ مجھے نماز کی ضرورت نہین یا پانچ نمازون کی ضرورت نہین بڑی ناسمجھی ہے۔ اس کی حالت اس بیمار کی سی ہے جسکی بیماری خطرناک ہے اور بیماری کے عوارض سب موجود ہین لیکن وہ کہتا ہے کہ جو نسخہ طبیب تجویز کرتا ہے اسکو مین استعمال نہین کرتا۔ اس دنیا کی پرلے درجہ کی محبت اور اس دنیا کے اشغال مین غرق رہنا جس کی خاطر نئی روشنی کے تعلیم یافتہ جنٹلمین نمازون سے آزادی حاصل کرنا چاہتے ہین یہی وہ علامتین ہین جو ان کی خطرناک حالت بیماری کو ظاہر کر رہی ہین اور جنکے لیے نماز کا نسخہ تجویز ہو چکا ہے اور جس نسخہ کا مجوزہ وہ طبیب حاذق ہے جس کی فراست روحانی امور مین کبھی خطا نہین کرتی۔ یہ اس بیمار کی خطرناک حالت ہے جو مرض کو اچھا سمجھتا اور دوائی سے نفرت کرتا ہے۔ ایسا مریض کیونکر صحت یاب ہو سکتا ہے۔ قرآن کریم تو یہ چاہتا ہے کہ انسان اللہ تعالےٰ سے ایسا گہرا تعلق پیدا کرے کہ اسی دنیا مین اس کی بہشتی زندگی شروع ہو جاوے پس سوال یہ ہے کہ کیا یہ بہشتی زندگی ان لوگون کو میسر آچکی ہے؟ اور کیا وہ جذبات اور خواہشات نفسانی سے نجات پاچکے اور گناہ کی غلامی سے آزاد ہو چکے ہین؟ کیا اللہ تعالے سے انکا وہ پاک تعلق ہے جسکے لیے وہ دنیا کے سب فوائد اور تعلقات کو چھوڑنیکے لیے تیار ہین؟ یہ وہ سوال ہین جن کا ہم صاف صاف جواب ان سے چاہتے ہین۔ جو کچھ انکے چال چلن اور ان کی تجویز دینے سے معلوم ہوتا ہے وہ تو یہی ہے کہ وہ ادنے دنیوی منفعت کی خاطر نمازون کو چھوڑنے کو تیار بیٹھے ہین بلکہ چھوڑ چکے ہین اور اس سے صرف اسیقدر ثابت ہوتا ہے کہ دنیا کی محبت ان لوگونکے دلون مین غالب ہے اور آخرت سے وہ بالکل لاپروا ہین زبان سے یہ دعوے کیا جاتا ہے کہ ہم خدا کو مانتے ہین لیکن دل کو ٹٹولا جاوے تو وہان خالص... دہریت کے سوا اور کچھ نظر نہین آتا۔

بوجوہات مذکورہ بالا کوئی شہادت اس امر کی نہین کہ جو لوگ نماز کی منسوخی کے درپے ہین وہ نہین معنون مین مسلم ہین جن معنون مین آنحضرت صلعم کا منشاء مبارک تھا کہ آپکے متبعین مسلم ہون۔ نماز اسلام کا اتنا بڑا رکن اعظم اور ضروری اصول ہے کہ بیماری کے بستر پر لیٹے ہوئے بیمار کو بھی یہ حکم ہے کہ وہ نماز ادا کرے اور میدان جنگ مین بھی جہان دشمن سر پر تلوارین لیے کھڑے ہوتے تھے نماز کبھی ترک نہین کیگئی نماز ہی مومن کا معراج ہے۔ اور نماز کو چھوڑ کر مذہب اسلام کچھ بھی نہین۔ نماز ہی ایک ایسا ضروری اصول ہے جو انسان کو اس اعلے مقام تک پہونچاتا ہے جسکے لیے وہ پیدا کیا گیا ہے۔ پس اتنے اہم بلکہ سب سے اہم اصول کو اس فضول عذر پر ترک کرنا کہ اب دنیا کے کاروبار بڑھ گئے ہین پرلے درجہ کی حماقت ہے ہان قرآن کریم مین ایک یہ آیت بیشک آئی ہے کہ لا تقربوا الصلوٰۃ وانتم سکاریٰ۔ یعنی جس حالتین

تم شراب سے بدمست ہو جاؤ تو نماز کے قریب بھی نہ جاؤ۔ لیکن تو تعلیم یافتہ پارٹی مین ہمارے خیال مین ایسے آدمی بہت ہی کم ہین جو اس آیت سے فایدہ اٹھا کر تارک نماز ہو سکتے ہین کیونکہ ابھی تک بڑی بھاری تعداد اس پارٹی کی بھی کثرت شرابخوری سے بچی ہوئی ہے اور اغلباً استعمال شراب کو برا سمجھا جاتا ہے ہان ایسے بیہودہ عذر تلاش کرنے کی بجائے کہ اشتغال دنیا کی کثرت کے سبب سے ہم خدا کا خیال بھی دل مین نہین لاسکتے یہ بہتر ہے کہ اگر نماز کو ترک ہی کرنا ہے تو ان لوگونکے لیے جنہون نے یورپ سے شرابخوری کی علت کو لے لیا ہے اس آیت کو ترک صلوٰۃ کی دلیل سمجھ لیا جاوے۔

ممکن ہے کہ ہمارے متعلق کسی کو ان باتون سے یہ غلط فہمی ہو کہ ہم اسلام کو ایسا مذہب قرار دیتے ہین جو انسانونکو دنیا کے کاروبار کرنیسے روکتا ہے۔ ہرگز نہین اسلام کام سے منع نہین کرتا اسلام مین رہبانیت نہین ہے بلکہ ایک حدیث کا مضمون یہ ہے کہ اسلام کی رہبانیت یہی ہے کہ انسان اپنی پوری طاقت کو خرچ کرکے کوشش کرے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم اور انکے اتباع اور تمام باکدل مسلمان.. علاوہ پانچ فرض نمازونکے رات کا بڑا حصہ بھی نمازون مین گذارتے تھے۔ مگر تاہم یہ لوگ دنیا مین بیکار یا سست نہ تھے اور نہ ہی گھرون کی یا سوسائیٹی کی ضروریات سے غافل تھے اور نہ ہی علوم مین ترقی سے لاپروا تھے وہ دنیا کے فاتح بھی تھے اور علوم مین بھی سب سے فوقیت لیگئے تھے۔ وہ نمازونکو بھی وقتونپر ادا کرتے اور اپنے دوسرے فرایض اور حقوق کو بھی ایسی طرح ادا کرتے تھے جو ادا کرنیکا حق ہے۔ لیکن اللہ تعالےٰ کی ہستی انکے لیے یقین تام کا حکم رکھتی تھی اور اسلیے نماز مین اللہ تعالےٰ کے حضور حاضر ہونیسے کوئی بات یا کوئی دنیا کا کام انکو روک نہ سکتا تھا۔ یہ وہ مسلم تھے جو جانتے تھے اور بصیرت سے اس امر سے واقف تھے کہ سچی خوشحالی صرف خدا کی اطاعت مین ہے ان راستبازونکے طریق کی آج کل کے مدعیان تہذیب مخالفت کر رہے ہین کیونکہ وہ نہین چاہتے کہ ایک لحہ کیلیے بھی ان کی سرکش گردنین خدا کے آگے جھکین مگر اللہ تعالےٰ کا ہاتھ بڑا زبردست اور طاقتور ہے اور وہ ہر ایک سرکش کی گردن کو اپنے آگے جھکا لیتا ہے۔ تعجب ہے کہ یہ لوگ دنیاوی امور کیلیے نمازونکو مختصر کرنے کی تجویزین تو سوچتے ہین مگر یہ خیال انکے دل مین کبھی نہین آتا کہ نمازون کی خاطر دنیا کے کامونکو ہی مختصر کر دیا جاوے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ انکا ایمان عالم آخرت پر کچھ بھی نہین اور وہ اسی دنیا کو ہمیشگی کا گھر سمجھے بیٹھے ہین اصل بات یہ ہے کہ اس مادہ پرستی کے زمانہ مین لوگ اللہ تعالےٰ سے اسقدر دور جا پڑے ہین کہ وہ اس سچی خوشحالی سے بالکل بیخبر ہین اور اس راحت سے ناواقف ہین جو نماز مین حاصل ہوتی ہے کیونکہ نماز ہی انسان کا تعلق اللہ تعالےٰ کے ساتھ قایم کرتی ہے مگر افسوس ہے کہ آج کل نماز کو ایک بوجھ سمجھا جاتا ہے

اور ادائیگی نماز کو محض ایک فرض سے سبکدوشی خیال کیا جاتا ہے لیکن اللہ تعالے کا یہ منشا نہین کہ نماز مین انسان ٹکرین مار کر اپنا وقت ضایع کرے۔ نماز آدمی کو اللہ تعالے کے حضور پہونچاتی ہے اور نماز سے جو تعلق انسان کا اپنے آقا و مولے سے پیدا ہوتا ہے وہ اسکے اندر ایک اعلےٰ درجہ کی لذت اور راحت پیدا کرتا ہے اور اسی دنیا مین اُسے ایک بہشتی زندگی عطا کرتا ہے اسکی لذت وہ اعلےٰ درجہ کی لذت ہے جسکا مقابلہ کوئی دنیا کی لذت نہین کر سکتی۔ اگر کسیکو یہ لذت نصیب ہو جاوے تو وہ دنیا کی تمام لذتونکو بھول جاوے اور نماز کو ہی اپنی روح کی غذا سمجھے۔ سب دل اللہ تعالے کے ہی ہاتھ مین ہین جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔

اگر ضرورت ہوئی تو ہم پھر اس مضمون پر کچھ اور لکھینگے۔ بالفعل اس مضمون کو جناب مولوی عبد الکریم صاحب کے ایک نوٹ کے ساتھ ختم کیا جاتا ہے کہ آیا "مسلم ریفارم" اس نام کا استحقاق بھی رکھتا ہے۔ وہ نوٹ حسب ذیل ہے:۔

کیا یہ نام "مسلم ریفارم" اس اصلاح کیلیے جو مصلحان جدید نے تجویز کی ہے مناسب ہے۔؟
یہ لفظ مسلم قرآن شریف مین جس معنے اور مفہوم کے ساتھ برتا گیا ہے وہ قطعی فیصلہ ہوگا۔ اس نزاع مین جو ان نئے ہمدردون مین پیدا ہونیوالی ہے قرآن شریف مین جہان خدا تعالے بڑا احسان جتاتا ہے۔ فرماتا ہے۔ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۙ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ؕ هُوَ مَوْلٰىكُمْ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ۠ (الحج - ۷۸) یعنی ابراہیم نے تمہارا نام مسلم رکھا اور آج اس رسول کی زبان سے بھی تمہارا یہی نام رکھا جاتا ہے مسلمان ہونیکے معنے یہ ہین یا یون کہو کہ مسلمان ہونیکا نتیجہ یہ ہوگا کہ یہ رسول تم پر گواہ ہوگا اور تم دنیا پر گواہ ہوگے۔ اسکے معنے یہ ہین کہ جس طرح خود یہ رسول مسلمان بن کر تمہارے لیے ایک نمونہ ٹھہرا ہے اسی طرح تم بھی مسلمان بن کر کل دنیا کیلیے نمونے ٹھہرو گے۔ (لیکن از بسکہ مسلمان ہونا بڑی بھاری بات ہے اسلیے اس خدا کے فضل کو کھینچنے والی اور اسکی طرف سے توفیق دینے والی تدبیر یہ ہے کہ) تم نماز کو قایم کرو اور زکوٰۃ دو (یعنی حقوق اللہ و حقوق عباد کی پوری رعایت کرو۔) اور اللہ تعالے پر خوب مضبوط ایمان پیدا کرو اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ تمہارا آقا بنجائیگا۔ اس لفظ کا فلسفہ یہ ہے کہ تم دنیا کی گردنون اور سلطنتونکے مالک ہو جاؤگے اور خدا سے بڑھکر اور کون دوست اور مددگار ہو سکتا ہے۔ پھر ایک موقعہ پر خدا تعالے نے ابراہیم کا ذکر کیا ہے اور نمونہ کے طور پر اسکا وہ فعل بیان کیا ہے جو ہمیشہ کے لیے مومنین مین ابراہیم کی یادگار رہیگا۔ چنانچہ فرمایا اِذْ قَالَ

لَہٗ رَبُّہٗٓ اَسْلِمْ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔ (البقرۃ ۔ ۱۳۱) یعنی جب حضرت ابراہیمؑ کو اللہ تعالےٰ نے کہا کہ خالص ہماری ہی فرمانبرداری کر (مسلم ہو جا) تو جواب میں عرض کیا کہ مین سارے جہانون کے پروردگار کا فرمانبردار ہوا۔ پھر ایک موقعہ پر جہان ذکر کیا ہے کہ کس طرح حضرت ابراہیمؑ نے ایک رویا کی بنا پر اپنے اکلوتے بیٹے کو قربان کرنا چاہا۔ اسی لفظ اسلام کو اس طرح پر مذکور فرمایا ہے۔ فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّہٗ لِلْجَبِیْنِ ۚ وَنَادَیْنٰہُ اَنْ یّٰٓاِبْرٰہِیْمُ ۙ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَا ۚ اِنَّا کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ۔ (والصّٰفّٰت ۱۰۳-۱۰۵) پس جب دونون یعنی ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ تعمیل حکم پر آمادہ ہوئے او باپ نے بیٹے کو ماتھے کے بل لٹایا تو (ہمین ان کی فرمانبرداری نہایت ہی پسند آئی) اور ہم نے اس سے پکار کر کہا کہ اے ابراہیم تمنے خواب کو خوب سچ کر دکھایا (اب ہم تم کو بڑے مراتب دینگے) اور نیک بندونکو ہم ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہین۔

ان مقامات مین غور کرنیسے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام بہت بڑا لفظ ہے اور مسلم وہ عظیم الشان انسان ہے جو اسلام کو اپنے اندر رکھتا ہے۔ اس لفظ کی تفسیر کیلئے اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ قرآن شریف مین خدا تعالےٰ نے اپنی تمام رضامندیون اور انعامون اور فضلون اور برکتون کا جالب اسی اسم کو ٹھہرایا ہے جیساکہ ایک موقعہ پر کہا ہے۔ بَلٰی مَنْ اَسْلَمَ وَجْہَہٗ لِلّٰہِ وَھُوَ مُحْسِنٌ فَلَہٗٓ اَجْرُہٗ عِنْدَ رَبِّہٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۔ (البقرۃ ۔ ۱۱۲) یعنے مسلم وہ ہے جو خدا تعالےٰ کی راہ مین اپنے تمام وجود کو سونپ دیوے یعنے اپنے وجود کو اللہ تعالےٰ کیلیے اور اسکے ارادونکی پیروی کیلیے اور اسکی خوشنودی کے حاصل کرنیکے لیے وقف کر دیوے جو شخص ایسا کریگا اور پھر نیک کامون پر خدا تعالےٰ کیلیے قایم ہو جاویگا وہی ہے جو عنداللہ مستحق اجر ہے اور ایسے لوگونپر نہ کچھ خوف ہے اور نہ وہ کچھ غم رکھتے ہین۔

خلاصہ یہ ہے کہ قرآن شریف نے یہودیون اور نصرانیون سے مباحثہ کرتے ہوئے اور رسول کریم صلعم کی نبوت کے ثبوت مین دلایل قاطع دیتے ہوئے یہ فیصلہ کیا ہے کہ کل نبی خصوصاً موسویون اور عیسویونکے مورث اعلےٰ حضرت ابراہیمؑ مسلم تھے اور وہ عظیم الشان نبی جسکا نام اسرائیل تھا اور بنی اسرائیل کا قابل فخر باپ تھا۔ وہ بھی مسلم تھا اور اپنی اولاد کو بھی مسلم بننے کی وصیت کر کے مرا۔ اور ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم بھی مسلم تھے۔

اب یہ دیکھنا چاہیے کہ اسلام اور مسلمان ہونا کیا کیفیت اور حقیقت رکھتا ہے جسپر خدا تعالےٰ کے استقدر انعامات اور برکات نازل ہوتے ہین لیکن اس تفتیش مین بھی کچھ تکلف کی ہمین ضرورت نہین پڑتی خود ان مسلمونکی طرز زندگی اسکی کافی تفسیر ہے۔ اب ان لوگونکی طرز زندگی دیکھنے کیلیے کہ خدا اور خلق کے ساتھ انکا معاملہ کیسا تھا ہمین پھر قرآن کریم کیطرف ہی رجوع کرنا چاہیے۔ قرآن شریف نے جو کچھ ان کی نسبت

کہا ہے وہ یہ ہے کہ وہ اعلے درجہ کے راستباز تھے متقی تھے خدا تعالے کے ساتھ سچا تعلق رکھنے والے تھے مخلوقات کے ساتھ سچی ہمدردی کرنیوالے اور بہلے درجہ کے نیکوکار تھے۔ان لوگون کی زندگیون اور کارروائیونکا صاف صاف طور پر دکھانیوالا اور خدا تعالے کی برکات کا مجموعہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم تھے جنکے ایمان اعتقاد اور اعمال کی نسبت قرآن شریف مین یہ دعوے کیا گیا ہے کہ کل انبیاء کا یہی ایمان اور اعتقاد اور طرز عمل تھا۔اب یہ کوئی مخفی بات نہین کہ یہ مسلمان یا اول المسلمین حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نمازین پڑھتے تھے اور اسیطرح کی پانچ نمازین پڑھتے تھے جو تعامل کے طور پر تیرہ سو برس سے ابتک بلا تغیر قایم ہین روزے رکھتے تھے زکوٰۃ دیتے تھے حج کرتے تھے ان تمام امر ونکو بجالاتے تھے جو قرآن شریف مین مذکور ہین اور اسی طرح اُن تمام نہیون سے بچتے تھے جو خدا کی کتاب مین مسطور ہین۔اور نہ صرف اس اول المسلمین محمد احمد صلے اللہ علیہ وسلم نے خود خدا کے اُن امرون اور نہیونکی تعمیل کی ہے بلکہ قیامت تک مسلمونکےیہی نشان قایم کیئے ہین اور اپنے دعوے اور طرز عمل اور عمل کے نتیجون سے یہ ثابت کرکے دکھایا ہے کہ خدا تعالی کی خوشنودی اور خدا تعالے سے تعلق کی یہی ایک راہ ہے۔دراصل یہ بہت گہری بات ہے کہ خدا کیا ہے اور اسکی خوشنودی کیا ہے۔اور ایک انسان اس خوشنودی کو کیونکر حاصل کرسکتا ہے۔اگرچہ کل نبیون اور راستباز فلاسفرونکا اصل منشاء اور غایت اسی راز کا کھولنا رہا ہے مگر قرآن شریف نے بے نظیر طریق سے اس مسئلے کو صاف کیا ہے۔اس طرح پر کہ یہ دعوے کیا ہے کہ خدا ہے اور اسکی ایک مرضی ہے اور اس کی مرضی کے بجالانے پر اسی دنیا مین انعامات اور برکات مترتب ہوتے ہین اور اسکی خلاف مرضی کے ارتکاب پر اسی دنیا مین لعنت اور عقوبت وارد ہوتی ہے۔وہ خدا کی مرضی اسلام اور اسکے شعایر ہین۔اور اس راہ پر چلنے والا اور اس مرضی کو بجالانیوالا سچا مسلم اسوقت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔اور وہ لوگ جو اس کی مخالفت کرتے ہین یا اسلامی اصطلاح مین یون کہو کہ اسکا کفر کرتے ہین وہ خدا تعالی کی مرضی کے بخلاف اپنی تراشیدہ راہو نپر چلتے ہین یعنی مسلم نہین ہین۔اب دونون گروہونکا یعنے مسلمون اور غیر مسلمون یا کافرونکا خوفناک مقابلہ ہوتا ہے۔اس مقابلہ کی نسبت خدا کی زندہ کتاب مین برسون اس سے پہلے کہ مقابلہ کا کوئی وجود اور نشان بھی نہ تھا بڑے پرزور اور بلند اور پرشوکت الفاظ مین جابجا یہ دعوے کیا گیا ہے کہ ازبسکہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور آپکے پیرو متقین ہین یعنی مسلمین ہین یا یون کہو کہ خدا تعالے کی رضا کی راہون پر چلنے والے ہین اسلیے وہ مظفر اور منصور ہونگے۔اور اپنے مخالفونکے شہرون اور گھرون اور اموال و املاک پر قابض و متصرف ہوجاینگے اور انکے دشمن سخت ذلتون اور تباہیونمین گرفتار ہونگے اُسیطرح جیسے ابتدائے آفرینش سے خدا تعالے کی سنت بدکارونکے لیے جاری ہے۔رسول کریم صلعم

کی اس کامیابی اور آپ کی دعوت کی اس سچی کامیابی نے یہ ثابت کردیا کہ وہی راہ خدا تعالیٰ کی مرضی اور خدا کی معرفت کی راہ ہے جس راہ پر آپ چلے ہین اور اسکے خلاف ضلالت اور ہلاکت کی راہ ہے اور ساتھ یہ بھی ثابت کردیا کہ ایک قادر قاہر متصرف مدبر بالارادہ بحکم مایرید و یفعل مایشاء ہستی ہے جسکے بلائے سے وہ قبل از وقت بولے اور ایسے پر تحدی الفاظ مین دعوے کیے کہ جن کی نظیر دنیا کی تاریخ مین پائی نہین جاتی۔

اب جبکہ بڑی صفائی سے یہ بات طے ہوگئی کہ اسلام کیا شے ہے اور مسلم کن لوگون کا نام ہے اور ان کے اعمال وافعال کے نتایج کیا ہین تو سوال یہ ہے کہ آیا مسلم ریفارم انہی راہون پر چلانا چاہتا ہے۔ مگر افسوس ہے یہ اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ اس کی راہ وہ راہ نہین جو ان مذکورالصدر مسلمانون کی راہ ہے تو پھر ہماری سمجھ مین نہین آتا کہ یہ نام کیون تجویز کیا گیا ہے۔ ہم اس سے نہین روکتے کہ کوئی ریفارمیشن کا خیال دل مین نہ لاوے جتنے ریفارمر ہون ہون۔ مگر ہمین صرف یہ دیکھنا اور دکھانا تھا کہ آیا یہ نام اس کارروائی کے ساتھ جو اس پرچہ نے اختیار کی ہے کچھ بھی مناسبت رکھتا ہے۔

عیسائیت کے فرقہ مارمن کے اعتقاد

سب سے بڑا فرقہ جو گذشتہ صدی مین عیسائی مذہب کے اندر پیدا ہوا ہے اور جس کی عمر اسوقت پچھتر سال کی ہے مارمنون کا فرقہ ہے۔ اور اسوقت اسکے پیرو پانچ لاکھ بتائے جاتے ہین جن کا بڑا جتھا ریاست یوٹا مین رہتا ہے اور باقی دیگر عیسائی ممالک مین پھیلے ہوئے ہین۔ اس فرقہ کا بانی ایک شخص جوزف سمتھ نام تھا جو ۱۸۰۵ء مین پیدا ہوا اور ابھی چالیس سال کی عمر تک نہ پہونچا تھا کہ جیلخانہ مین ہی عیسائیون کے ایک مخالف گروہ نے اسکا کام تمام کردیا۔ اس مضمون مین ہمین اس امر پر بحث کرنیکی ضرورت نہین کہ آیا مارمن فرقہ کا بانی نیک آدمی تھا یا مفتری اور کذاب۔ اور آیا اسکا چال چلن بالکل پاکیزہ تھا یا داغدار۔ ہماری غرض صرف ان عقاید کا دیکھنا ہے جن مین مارمن فرقہ کا مروجہ عیسائی مذہب سے اختلاف ہے۔ اور پھر یہ غور کرنا ہے کہ آیا یہ عقاید مروجہ عقاید پر ترجیح دینے کے قابل ہین یا نہین۔ سب سے اول یہ امر قابل ذکر ہے کہ مارمن لوگ بائیبل کو مانتے ہین لیکن عام عیسائیون کے برخلاف وہ اسکے نقصونکو نقص سمجھتے ہین چنانچہ ایک مباحثہ مین جو فرقہ مارمن مین اور عام عیسائیون مین ہوا تھا مارمن مباحثین نے بائیبل سے متعلق اپنے اعتقاد کو ان الفاظ مین بیان کیا

"مین اس مباحثہ مین اُس بائیبل کو جو بادشاہ جیمس کی ترجمہ کے نام سے مشہور ہے تسلیم کرتا ہون مین اس بائیبل کو جو اصلی عبرانی زبان مین ہے اگر وہ مل سکے تسلیم کرتا ہون عبرانی کی بائیبلین توبیشک اس زمانے مین ہمارے پاس موجود ہین۔ میرے ہاتھ مین بھی عبرانی زبان کی ایک بائیبل اس وقت موجود ہے۔ مگر اصلی بائیبل دنیا مین کہین نہین ملتی بلکہ اصل کی پہلی نقل کا بھی کوئی پتہ نہین ملتا بلکہ مین تو سمجھتا ہون کہ اصلی بائیبل کی سوین نقل بھی اسوقت ہمین نہین ملتی۔ مثلاً حضرت موسے کی شریعت کا اصل نسخہ جو الواح پر لکھا ہوا تھا وہ کہین دستیاب نہین ہوتا۔ بلکہ جہانتک ہمین علم ہے گذشتہ اٹھارہ سو سال سے ایسے الواح اور شریعت موسوی کے اصل نسخہ کا کوئی پتہ نہین چلتا۔ ہم ان کا حوالہ نہین دیسکتے بلکہ ان کی نقلون کا حوالہ بھی نہین دیسکتے۔ صرف ہم ان بائیبلون کا حوالہ دے سکتے ہین جو حال کے زمانے مین شایع ہوئی ہین اور چونکہ یہ نسخے ایک دوسرے سے اختلاف رکھتے ہین۔ یہانتک کہ کہا جاتا ہے کہ مختلف نسخون مین تیس ہزار مختلف قراتین ہین۔ یہ کون فیصلہ کرسکتا ہے کہ عبرانی بائیبل جو ہمین نسخون مین سے کسی ایک سے ترجمہ کی گئی ہے اصلی نسخہ سے ترجمہ ہوئی ہے یا نہین"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مارمن لوگ بائیبل کو ایک حد تک مانتے ہین اسکے علاوہ انکا اعتقاد ہے کہ نیا عہد نامہ کمل نہین بلکہ اسکا تتمہ وہ اس کتاب کو قرار دیتے ہین جسے وہ مارمن کی کتاب یا مغربی براعظم کی بائیبل کہتے ہین۔

دوسرا اختلاف جو مارمنون اور عام عیسائیونکے درمیان ہے وہ انقطاع وحی الہی کے متعلق ہے عام عیسائیون کا یہ اعتقاد ہے کہ مکاشفات کی کتاب کے بعد سلسلہ وحی الہی بالکل منقطع ہوگیا اور آیندہ خدا نے اپنا کلام بندون پر نازل کرنیکا دروازہ بند کر دیا۔ اس اعتقاد کے سبب سے لوگونکو باریتعالی کی ہستی پر بھی شکوک پیدا ہوئے ہین۔ مندرجہ ذیل الفاظ جنکا لکھنے والا ایک طالب حق ہے ہر ایک دل پر جسے تعصب نے اندھا نہ کر دیا ہو اثر کرتے ہین۔

"اسوقت ایسے مذہب کی ضرورت ہے جو انسانونکے اندر ایسے ایمان کو پیدا کرے کہ واقعی خدا زندہ خدا ہے اور وہ ہمارا باپ ہے اور وہی اپنی تائید سے ہمین گذشتہ کے مردہ قصون سے اوپر اٹھنے کی طاقت دیتا ہے وہ ہمارا مولے ہے اور کہ وہ مکاشفات کی کتاب کو پورا کرنیکے بعد مر نہین گیا اور کہ **ہم اب بھی اس سے الہام پا سکتے ہین**۔ ہم کو ایسے مذہب کی سخت ضرورت ہے کیونکہ دنیا اس طرح زندگی بسر کر رہی ہے کہ گویا اسکے نزدیک خدا مر چکا ہے یا سویا ہوا ہے اور دنیا کے لوگ یہ سمجھ رہے ہین کہ جس طرح ہم ایکدوسرے کو دھوکا دے لیتے ہین اسی طرح خدا بھی ہمارے دھوکے مین آسکتا ہے۔ اس غفلت اور لاپروائی اور نفاق سے دنیا پر ایک روحانی موت وارد ہوگئی ہے۔ سب سے بڑھکر فسق و فجور ان ملکون مین پھیل رہا ہے جنکو سب سے بڑھکر عیسائی

تہذیب پر ناز ہے۔ ہر جگہ ہم دیکھتے ہین کہ لڑکے اور لڑکیان جوان مرد اور جوان عورتین بیاہے ہوئے مرد اور بیاہی ہوئی عورتین پرلے درجہ کی بدکاریون مین مبتلا ہو رہے ہین'' (دیکھو عیسائیون اور مارمنونکا اصول مصنفہ چارلس ایلس صاحب) اُن لوگونکو جنکے دلون مین زندہ خدا اور اسکے کلام کیلیے تڑپ ہے ہم یہ خوشخبری دیتے ہین کہ اس حی و قیوم قادر مطلق خدا نے عین اپنے وعدونکے مطابق اور عین اسوقت پر جب سب آنکھین انتظار مین لگی ہوئی تھین اپنا آخری سلسلہ قایم کیا ہے اور عین ضرورت کے وقت اپنے مسیح موعود کو نازل فرمایا ہے کہ نا پیاسونکی تسکین ہو اور تھکے ماندے آرام پاوین۔ اس زمانے مین اللہ تعالے نے اپنی زندہ وحی کے چشمہ کو جاری کیا ہے کہ حق کے پیاسے سیراب ہووین اور اس کی ہستی پر یقین کامل کے درجہ تک پہونچکر گناہ کی قید سے رہائی پاوین کیونکہ قدیم سے سنت الہی یہی رہی ہے کہ جب کبھی دنیا پر روحانی موت آئی ہے اللہ تعالے نے اپنی وحی کے ذریعہ سے اپنے کسی خاص بندے کو مامور فرماکر از سر نو وحی کا چشمہ جاری کیا ہے کیونکہ بغیر اسکے اللہ تعالے پر زندہ ایمان پیدا ہو ہی نہین سکتا۔ القصہ ایک ہی سبیل خدا کی ہستی پر یقین تام کے پیدا ہونیکی ہے اور وہ ہے وحی الہی پس وحی الہی کے جاری ہونے سے انکار کرنا گویا یہ کہنا ہے کہ اللہ تعالے نے یہ پسند نہین کیا کہ اس زمانے کے گم گشتہ لوگ بھی اسکی سچی راہ کو پاسکین یا اس کی سچی معرفت حاصل کرسکین۔ مگر عیسائی مذہب یہی تعلیم دیتا ہے لیکن فرقہ مارمن اسکے برخلاف یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ خدا تعالے اپنے برگزیدہ بندونکے ساتھ ہر زمانے مین ہمکلام ہوتا ہے اور اسکا چشمہ وحی ہر زمانے مین جاری ہے۔ اسی عقیدہ کی بنا پر مارمن لوگ یسوع کو باقی انبیاء سے بڑھ کر کوئی الگ قسم کی فضیلت نہین دیتے۔ اور ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو خدا کا راستباز نبی اور برگزیدہ انسان مانتے ہین۔ یہ بات تو ظاہر ہی ہے کہ انکے نزدیک بانی فرقہ یعنی جوزف سمتھ بھی صاحب وحی تھا۔

تیسرا اہم اصول جس مین مارمنون کا عام عیسائیونکے ساتھ اختلاف ہے موروثی گناہ کا مسئلہ ہے یعنے حضرت آدمؑ کے سبب سے تمام آنیوالی نسلون کا ہمیشہ کیلیے مورد غضب اور لعنتی ٹھہر جانا۔ اگرچہ اس عقیدہ کا ہر ایک پہلو قابل نفرت ہے مگر سب سے زیادہ بیزار کرنیوالا اسکا یہ پہلو ہے کہ چھوٹے بچے بھی ہمیشہ کیلیے جہنم مین رہین گے یہ عقیدہ موروثی گناہ کے عقیدہ کا لازمی نتیجہ ہے۔ اور وہی مصنف جسکا اوپر حوالہ دیا گیا ہے اس مضمون پر ان الفاظ مین بحث کرتا ہے ''یا تو یہ عقیدہ کہ آدم پرلے درجہ کی بدکاری مین پڑ گیا تھا اور پھر وہی بدکاری اس کی تمام نسل کے حصہ مین آئی بالکل لغو اور جھوٹا عقیدہ ہے۔ یا اگر یہ سچا ہے تو اسکا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ تمام چھوٹے بچے اور تمام بالغ انسان سوائے چند برگزیدہ لوگونکے کل کے کل ابدی جہنم کے وارث ٹھہرتے ہین۔ یعنی اگر آدم کا گناہ ان معنونمین موروثی ہے کہ اس کے پیچھے آنیوالی نسلین بھی اس مین شامل ہین۔ تو جو بچے اب پیدا ہوتے ہین وہ ایسے ہی لعنت کے نیچے اور راہ راست سے جدا ہین جیسا کہ آدم اور حوا کے بچے تھے۔

اور اگر برعکس اس کے یہ تسلیم کیا جاوے کہ جو بچے آج کل پیدا ہوتے ہین وہ لعنت کے نیچے نہین اور بدکاری انکو ورثہ مین نہین ملتی یعنی اگر وہ بغیر بپتسمہ لینے کے مرجائین تو ہمیشہ کے جہنم مین نہین گرائے جائینگے۔ تو بھی لازم آوے گا کہ آدم کے گناہ نے اگلی نسلون مین کوئی اثر نہین کیا اور نہ ہی ابنائے آدم موروثی طور پر گنہ گار ہین اور اسلیے مسیح کا کفارہ جو آدم کے گناہ کیلئے کہا جاتا ہے بالکل بے اثر ہوگا" اصل مین آج کل کے علوم کی روشنی کے نیچے عیسائی صاحبان اس کوشش مین ہین کہ تمام بچونکا پیدا ہوتے ہی مورد غضب الٰہی ہونے اور ابدی جہنم کے وارث ہونیکا عقیدہ دور کیا جاوے لیکن یہ صاف ظاہر ہے کہ اس وحشیانہ عقیدہ سے اُسوقت تک عیسائیت کا دامن پاک نہین ہوسکتا جبتک پہلے موروثی گناہ اور پھر کفارہ کے عقیدہ کو ہی سرے سے الوداع نہ کہی جاوے۔ جیسے جیسے زمانہ جہالت سے نکلکر علوم مین ترقی کرتا جاتا ہے عیسائی مذہب کو بھی اپنی بیہودگیون اور غلطیون پر نادم ہونا پڑا ہے ورنہ پہلے یہی عقیدے تھے جنکو بڑے فخر سے ممبرو پر چڑھکر بیان کیا جاتا تھا۔ چنانچہ اسی کتاب مین ایک پادری صاحب کا ذکر لکھا ہے کہ اسکا قول ہے کہ "مین یقین رکھتا ہون کہ وہ چھوٹے چھوٹے بچے جو ابھی ایک بالشت کے بھی نہین ہوئے دوزخ کے فرش پر رینگتے پھرتے ہین" پہلی صدی عیسوی سے لیکر نوین صدی تک ایک بھی ایسا شخص بیان نہین کیا جاتا جس نے بچونکو بپتسمہ دینے کی ضرورت نہ سمجھی ہو یا دوسرے لفظون مین یہ عقیدہ نہ رکھا ہو کہ جو بچے بغیر بپتسمہ لینے کے مرجاتے ہین وہ سب کے سب ابدی جہنم مین جلائے جائینگے۔ صرف ایک شخص ایسا بیان کیا جاتا ہے مگر اس نے بھی بعد مین اس عقیدہ سے توبہ کی۔ امریکہ مین ایک واعظ کا ذکر ہے کہ اس نے بیان کیا کہ "شیرخوار بچے جو بغیر بپتسمہ لینے کے مردود ازلی ہین زہریلے سانپون کی مانند ہین جن کو خدا اپنے غضب کے چمٹے سے پکڑکر جہنم کی آگ پر جلائے گا" سبحان اللہ جھوٹ اور سچ مین کیسا زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ایک طرف تو عیسائیت کا یہ وحشیانہ اور گھنونا عقیدہ ہے۔ اور دوسری طرف اسلام کا یہ پاک اور خوبصورت اصول کہ نہ صرف تمام بچے فطرت اسلام پر پیدا ہوتے ہین اور وہ کسی طرح سے قابل مواخذہ نہین بلکہ یہ بھی کہ جو چھوٹے بچے فوت ہوجاتے ہین وہ اپنے ماں اور باپ کے لیے شفیع ہوتے ہین اور خود جنت مین جانیکے علاوہ اپنے والدین کو بھی جنت مین لیجانیکا ذریعہ بنتے ہین۔ سوچنے والے دل کیلیے یہ چھوٹی سی بات نہین جس سے اسلام کی صداقت چمکتی ہوئی نظر آتی ہے۔ خیر یہ نفرت انگیز عقیدہ عیسائی مذہب نے دُنیا مین پھیلایا مگر مارمن فرقہ کے لوگ اس سے سچے دل سے بیزار ہین اور وہ موروثی گناہ کے عقیدہ کو باطل قرار دیتے ہین چنانچہ حضرت آدم کے متعلق وہ یہ عقیدہ رکھتے ہین کہ "ان دونونکو یعنی آدم اور حوّا کو ابدی بہشت سے نکالکر خدا تعالے نے اس زمین پر اسلیے بھیجا کہ تا وہ اس دنیا کے انسانون کے مورث اعلےٰ اور انسانی نسل کے بانی ٹھہرین لیکن چونکہ ان کو خدا تعالے نے

غیر فانی بنایا تھا اسلیئے جبتک وہ خود فانی نہ بنتے۔ایک فانی انسانی نسل کے بانی نہ ہوسکتے تھے پس انکے بہشت سے نکالے جانیسے یہی مراد تھی یعنی غیر فانی ہونیسے فانی ہونے کی طرف انتقال کرنا۔اور یہ غلط ہے کہ بہشت سے نکلنے پر انکی فطرت بدکاری کی فطرت ہوگئی تھی۔بلکہ ایک وقت کے لیے اُن سے غیر فانی ہونا لے لیا گیا تاکہ اس بقا کو وہ پھر (روحانی) بعث کے ذریعہ سے حاصل کریں"۔اس طرح پر مارمنوں نے موروثی گناہ کو ہمیشہ کیلیئے رخصت کرکے اس طریق نجات سے آزادی حاصل کی جس مین ایک کی بجائے تین خدا ماننے پڑتے تھے۔

لیکن ان سب سے بڑھ کر ایک اور بات ہے جس نے مارمنونکو ہر طرح کی تکلیفون اور دکھونکا نشانہ بنایا ہے اور وہ ہے انکا اعتقاد کہ تعدد ازواج کا مسئلہ سچا مسئلہ ہے۔کہا جاتا ہے کہ جوزف سمتھ کو اس مسئلے کی تعلیم صرف اپنی بعض بدچلنیون کی پردہ پوشی کیلیئے دینی پڑی۔مگر ان بدچلنیونکے بیان کرنیوالے وہ عیسائی صاحبان ہین جو مذہب کیخاطر جھوٹ کو بھی درست سمجھتے ہین۔دوسری طرف ہم دیکھتے ہین کہ جوزف سمتھ کی تعلیم کا شروع سے ہی یہ منشاء تھا کہ تعدد ازواج کا مسئلہ صحیح اور سچا مسئلہ ہے کیونکہ اول تو خود بائیبل اور بائیبل کے برگزیدہ نبی جو انسانونکے لیے نمونہ بن کر آئے تعدد ازواج کی تعلیم دیتے تھے اور اسلیئے جبتک کوئی عیسائی تعصب کی پٹی آنکھونپر نہ باندھے وہ اس مسئلہ کی صداقت سے انکار نہین کرسکتا۔ علاوہ ازین جیسا کہ ہمنے پہلے کہا ہے جوزف سمتھ کی تعلیم مین شروع سے ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو خدا کا سچا نبی اور خدا کیطرف سے مانا گیا تھا اور اسلیئے بھی ضروری تھا کہ جوزف سمتھ ابتدا سے ہی تعدد ازواج کے مسئلہ کا قایل ہوتا۔اور یہ سوال کہ جوزف سمتھ کی غرض اس مسئلہ کی تعلیم دینے سے کیا تھی ہماری راہ مین نہین۔ جب تک کہ ملکی قانون کے رو سے مارمن مجبور نہین ہوگئے وہ کھلے طور پر تعدد ازواج کے مسئلے پر عمل کرتے رہے۔مگر اسلام کی طرح انہون نے کوئی حد قایم نہین کی کیونکہ نہ صرف...... پانچ پانچ عورتون والے مارمنونکا ذکر ہی سنا جاتا ہے بلکہ مارمن چرچ کے پریزیڈنٹ ینگ کے متعلق لکھا ہے کہ جب وہ ۱۸۷۷ء مین مرا تو ۱۷ عورتین اور ۵۶ لڑکے لڑکیان چھوڑ کر مرا۔مارمنون کی ترقی کا ایک بڑا ذریعہ تعدد ازواج کا مسئلہ رہا ہے۔اور اس زمانے مین امریکہ جیسے مہذب ملک مین اس تعدد ازواج پر عمل کرنیوالے فرقہ کا نمایان ترقی کرنا ایسی ترقی جو دوسرے عیسائیونکو حیرت مین ڈال رہی ہے ان لوگونکو جھوٹا ثابت کرتا ہے جو یورپ کی تقلید مین یہ کہہ رہے ہین کہ "تعدد ازواج جسم اور دل کو کمزور کرنے کا ذریعہ ہے اور اس سے ابتداً قوم کے افراد تباہ ہوکر آخرکار قوم کی قوم ہی تباہ ہوجاتی ہے"۔ اب اس تعدد ازواج پر عمل کرنیوالی قوم کا حال سنیئے کہ جب ایک ہی عورت سے شادی کرنیوالے

ظالمون نے انکو اپنے گھرون سے نکالدیا تو انہون نے ۱۸۴۷ء مین ایک نیا شہر سالٹ لیک سٹی آباد کیا انکے حد درجہ کی محنتی قوم ہونے پر ایک عیسائی مورخ اس طرح شہادت دیتا ہے کہ "زمین کے بڑے بڑے قطعات کو فی الفور زراعت کے نیچے لے آئے۔ ایک بڑا شہر اتنی جلدی آباد ہو گیا کہ گویا جادو سے پیدا ہو گیا اور ان پر پسینو کی نہ تھکنے والی محنت اور ہمت اور جوش نے ایک بیابان کو ایک سرسبز اور لہلہاتا باغ بنا دیا"۔

تعدد ازدواج پر ایک یہ اعتراض بھی کیا جاتا ہے کہ اس سے عورت مرد کے ہاتھ مین ایک مردہ کی طرح ہو جاتی ہے اور مرد جب چاہے ایک کو چھوڑ کر دوسری عورت کر سکتا ہے لیکن یہ سب بے بنیاد باتین اور جھوٹے حملے ہین۔ مارمنون کو جسقدر اپنی عورتون سے محبت ہے اسپر دوسری عورتون نے جو مارمن نہین رشک کیا ہے چنانچہ اخبار ٹروتھ سیکر ۴ اکتوبر ۱۸۹۱ء کی اشاعت مین لکھتا ہے:- "عورتون کی ایک انجمن نے جسکا نام نیویارک سوسائیٹی فار پولیٹیکل سٹڈی ہے اپنے ایک جلسہ مین مارمنون کی اپنی عورتون سے اعلے درجہ کی محبت کی تعریف کی۔ ایک لیڈی نے کہا کہ ایک مارمن کی محبت پر غور کرو جب وہ اسبات کے پسند کرتا ہے کہ مار ڈالا جاوے یا جیلخانہ مین ڈالا جاوے مگر اپنی پانچ عورتون مین سے کسی کو نہین چھوڑ سکتا" اور پھر اسکے بعد ہی عورت خواہش ظاہر کرتی ہے کہ کاش ہمارے خاوندونکو بھی ایسی محبت ہو۔ اس نوٹ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مارمنون پر تعدد ازدواج کی وجہ سے کیا کیا ظلم ہو رہے ہین۔

مارمنونکے تعدد ازدواج کے خلاف عیسائیونکا یہ جنگ اُسیوقت سے شروع ہے جبکہ ۱۸۴۳ء مین پہلے پہل بانی فرقہ نے کھلے طور پر اس اصول کو تسلیم کیا۔ سب سے پہلے مارمنون نے گورنمنٹ سے سند حاصل کرکے عیسائیونکے ظلم سے بچنے کیلئے ایک شہر ناوو آباد کیا تھا مگر ملکی قانون نے یہ سند دو سال بعد منسوخ کر دی اور اس منسوخی سے مارمنونکی حالت ایسی نازک ہو گئی کہ انکو فی الفور جلاوطن ہونا پڑا۔ اور جنہون نے جلاوطنی اختیار نہ کی انہون نے اسکا نتیجہ بھگتا کیونکہ آخر شہر پر گولہ باری کرکے زبردستی انکو نکالا گیا۔ یہانسے بھاگ کر ان لوگون نے ایک نیا شہر آباد کیا جسکا ذکر اوپر آچکا ہے۔ مارمن دنیا کے مختلف مقامات سے جلاوطن ہوکر یہان آباد ہوتے گئے یہانتک کہ ممالک یورپ کے مارمنون نے بھی اسی جگہ پناہ لی۔ ۱۸۵۰ء مین ریاستہائے متحدہ کے پریزیڈنٹ فلی مور نے مارمنونکے علاقہ کو باقاعدہ صوبہ بنا کر مارمنونکے پریزیڈنٹ ینگ کو وہانکا حاکم بنا دیا۔ لیکن یہ لوگ امن سے گذارہ نہ کر سکے اور ملک کی گورنمنٹ اور مارمنو کے درمیان اندرونی فساد شروع ہو گئے۔ بعض وقت بڑی بہادری سے انہون نے ملکی فوجونکو پسپا بھی کیا۔ مگر آخر کار انہون نے اطاعت اختیار کی۔ ۱۸۶۲ء مین تعدد ازدواج کو فوجداری جرم قرار دیا گیا۔ اور مارمن پریزیڈنٹ کو قید کیا گیا۔ مگر باوجود اسکے مارمن لوگ تعدد ازدواج پر عمل کرتے رہے۔

۱۸۷۳ء مین ایک اوربل تعدد ازدواج کے خلاف پیش ہوا جسکے رو سے مارمنونکی عورتونکو یہ اختیار دیاگیاکہ وہ طلاق کیلیے دعوے کرسکتی ہین۔ ۱۸۷۴ء مین ایک اوربل پیش ہوا جس نے تعدد ازدواج کومنسوخ کرکے یوٹاکو جو مارمنونکا علاقہ تھاایک معمولی صوبہ قرار دیا۔ وقتاً فوقتاً اور قانون تعدد ازدواج کے خلاف بنتے رہے مگر باوجود جیلخانون مین ڈالے جانیکے مارمنون نے اس اصول پرعمل نہ چھوڑا۔ ۱۸۸۲ء مین ایک قانون جس کو ایڈمنڈ ٹکرس ایکٹ کہا ہے پاس ہوا۔ اسکے رو سے یہ حکم دیاگیاکہ کوئی شخص ایک عورت کے علاوہ دوسری عورت سے نکاح کرکے اسکو بطور بیوی کے گھرمین نہ رکھے حالانکہ ایسا ایکٹ کبھی کوئی پاس نہین ہوا جس نے یہ ممانعت کی ہوکہ ایک چھوڑ سو عورت کو کوئی شخص بلانکاح گھرمین رکھکران سے زنا نہ کرے۔ پھر اسی ایکٹ کے رو سے ان تمام لوگونسے رائے دینے کے حقوق چھین لیے گئے جو قسم اٹھاکر یہ بیان نہ کرین کہ وہ تعدد ازدواج کا ارتکاب نہین کرتے۔ عورتونکے حقوق کل کی کل ریاست یوٹا سے چھین لیے گئے۔ مارمن چرچ اور جلاوطنونکی مدد کیلیے کمیٹی کو توڑ ڈالاگیا۔ اور انکی تمام جایداد ضبط کی گئی۔ دس لاکھ ڈالر یا بینتالیس لاکھ روپے کی جایداد اس طرح پر ضبط ہوئی اور بارہ سو آدمی کو تعدد ازدواج کی وجہ سے جیلخانونمین ڈالاگیا اور بارہ ہزار کے حقوق چھین لیے گئے جب یہانتک ظلم کی نوبت پہونچی تو مارمنونکے پریزیڈنٹ وڈرف نے مصلحت وقت دیکھکر یہ اشتہار شایع کیاکہ "چونکہ کانگریس نے تعدد ازدواج کو قانوناً منع کردیا ہے اسلیئے مین اس اشتہار کے ذریعہ سے اپنا یہ ارادہ ظاہر کرتا ہون کہ ان قوانین ملکی کی اطاعت اختیار کیجاوے اور ان کلیسیا کے ممبرونکو جو میرے زیر اثر ہین یہی صلاح دیتا ہون کہ وہ بھی ایسا ہی کرین۔ اور مین عام طور پر شایع کرتا ہون کہ میرا مشورہ تمام مارمنونکو یہی ہے کہ وہ اس قسم کا نکاح نہ کرین جس کی ملکی قانون اجازت نہین دیتے۔" اس اشتہار کے مضمون کو مارمن چرچ کے جنرل کانفرنس نے بھی منظور کیا۔ اسپر فوجداری کارروائیان بند ہوگئین اور عام طور پر مارمن لوگ تعدد ازدواج کے مسئلہ پر عمل کرنیسے رک گئے۔ اگرچہ خفیہ طور پر اسکے بعد بھی کہین کہین ایسی شادیونکا رواج باقی رہ گیا ہے۔ لیکن اس عملی منسوخی سے اصول تعدد ازدواج کو مارمن لوگون نے ہرگز نہین چھوڑا بلکہ وہ اب بھی اسپر ویسے ہی قایم ہین۔

یہ ایک قابل غور امر ہے کہ تعدد ازدواج کی منسوخی کیلیے باقاعدہ اور پرزور کوششین ملک کی گورنمنٹ کی طرف سے اسوقت تک نہین ہوئین جبتک کہ مارمنون اور دوسرے عیسائیونمین اس مسئلہ پر ایک بحث ہوکر مارمن دلایل مین غالب ثابت نہین ہوگئے۔ یہ مباحثہ ۱۸۸۰ء مین ہوا اور اسکے بعد ہی طرح طرح کے بل اور ایکٹ تجویز اور پاس ہونے لگے۔ مباحثہ مین زک اٹھاکر اور دلایل مین اپنے آپ کو کمزور دیکھکر آخرکار عیسائی گورنمنٹ کو وہی ہتھیار استعمال کرنا پڑا جو ہمیشہ سے عیسائی مذہب کرتا چلا آیا ہے۔ اس مباحثہ مین عام عیسائیون کی طرف سے مباحث ڈاکٹر نیومین تھا جو سرکاری چیلین تھا اور جس نے وعظ کرتے ہوئے بلاسوچے سمجھے

یہ کہدیا کہ تعدد ازدواج کو بائبل گناہ ٹھہراتی ہے وہی بائبل جس مین یہ لکھا ہے کہ "خداوند اسرائیل کے خدا نے یون فرمایا ہے کہ مین نے تجھے مسیح کیا تاکہ تو اسرائیلیون پر سلطنت کرے اور مین نے تجھے ساؤل کے ہاتھ سے چھڑایا اور مین نے تیرے آقا کا گھر تجھے دیا اور تیرے آقا کی جوروؤن کو تیری گود مین دیا" (۲ سموائیل باب ۱۲ آیت ۷، ۸)۔ تعجب ہے کہ وہی خدا جو بہت سی بیویان خود بطور نعمت اور برکت کے ایک شخص کو دے۔ پھر ایک سے زیادہ بیویان لینے کو گناہ بھی کہے لیکن جب ڈاکٹر ینومین نے دیکھا کہ تعدد ازدواج کو بائبل سے گناہ ثابت کرکے دکھانا تو اس کی طاقت مین نہین تو پھر اس نے پہلو بدلکر مباحثہ کیلئے یہ مضمون پیش کیا کہ کیا بائبل تعدد ازدواج کی اجازت دیتی ہے۔ مارمنون نے اس تغیر کو بھی منظور کیا اور مارمن مباحث نے بائبل کے مختلف مواقع سے دو امور پیش کیئے۔ ایک یہ کہ بائبل سے تعدد ازدواج کی اجازت ثابت ہوتی ہے اور دوم یہ کہ ایک لفظ بھی بائبل مین ایسا نہین نہ نئے عہدنامے مین اور نہ پرانے مین جہان تعدد ازواج کو منع کیا گیا ہو۔ ڈاکٹر ینومین نے بالکل بودے اور کمزور جواب دیئے۔ درحقیقت یہ امر کسی عقلمند انسان کی سمجھ مین نہین آسکتا کہ اگر اللہ تعالے کے نزدیک تعدد ازواج بھی زنا کی مانند ایک سیاہ جرم کا ارتکاب تھا اور عیسائی تو زنا سے بھی بڑھکر اسے سمجھ رہے ہین تو پھر جب خدا تعالے بار بار بائبل مین زنا سے روکتا ہے تو ایک مرتبہ بھی یہ کیون نہین کہتا کہ تعدد ازدواج بھی بری شے ہے۔ کیون خدا تعالے نے اپنے برگزیدہ نبیونکو جنکو اس نے اصلاح خلق کیلئے بھیجا۔ جیسے ابراہیم اسحق۔ یعقوب موسے علیہم السلام ایکمرتبہ بھی یہ نہ کہا کہ تم زنا سے تو بچے ہوئے ہو مگر زنا سے بدتر تعدد ازدواج ہے تم اسمین کیون پڑتے ہو اور کبھی انکو اطلاع نہ دی کہ وہ خدا کی نظر مین تعدد ازدواج کی وجہ سے گنہگار ہین اور پھر حضرت مسیح نے بھی کیون ایک آدھ لفظ مین تعدد ازواج کو زنا قرار نہ دیا حالانکہ بدنظری کو زنا قرار دیا۔ مارمن مباحث نے استثنا باب ۲۵ کا حوالہ دیا جہان لکھا ہے کہ "اگر کئی بھائی ایکجا رہتے ہون اور ایک انمین سے بے اولاد مرجائے تو اس مرحوم کی جورو کا بیاہ کسی اجنبی سے نہ کیا جاوے بلکہ اسکے شوہر کا بھائی اس سے خلوت کرے اور اسے اپنی جورو کرلے"۔ استدلال یہ تھا کہ یہان بھائی کو حکم ہے کہ وہ اپنی بیوہ بھاوج سے نکاح کرے اور قانون عام ہے یعنی یہ نہین کہا گیا کہ اگر وہ بھائی پہلے شادی شدہ نہ ہو تو بھاوج سے نکاح کرے ورنہ نہ کرے۔ پس نتیجہ اسکا صاف یہ ہے کہ خواہ وہ پہلے شادی شدہ ہو یا نہ وہ بیوہ بھاوج کو نکاح مین لا سکتا ہے اور اس سے تعدد ازدواج کی اجازت ثابت ہوتی ہے اسیطرح اور بہت سے مواقع پیش کیئے گئے جنسے تعدد ازواج کی اجازت ثابت ہوتی تھی مثلاً استثنا باب ۲۱ آیت ۱۰ و ۱۱ جہان لکھا ہے کہ اگر کوئی مرد جنگ کے اسیرونمین "خوبصورت عورت دیکھے اور تیرا جی اسے چاہے کہ تو اسے اپنی جورو بناؤ

تو اجازت ہے۔اس قانون کے روسے بھی خواہ مرد پہلے جورو رکھتا ہو اگر اسکو اسیر دشمن سے کوئی عورت پسند آجاوے
تو وہ شریعت کے روسے اُسے بھی بیاہ سکتا ہے۔اسی اصول پر خروج باب ۲۲-آیت ۱۶ سے دو اگر کوئی ایک
لڑکی کو جو اس کی منگیتر نہین دم دیکے اس سے مباشرت کرے وہ البتہ اسے مہر دیکے اس سے نکاح کرے"
اور استثنا باب ۲۲-آیت ۲۶ سے جہان جبر زنا کرنیوالے کو حکم ہے کہ وہ اس لڑکی سے اگر پہلے اسکی منگنی نہ
ہوچکی ہو نکاح کرے یہ ثابت ہوتا ہے کہ تعدد ازدواج کی بائبل کھلی کھلی اجازت دیتی ہے۔اب عیسائی بائبل
کو منہ سے تو خدا کا کلام کہتے ہین لیکن اگر یہی عقیدہ دل مین بھی ہو تو تعدد ازدواج کو زنا نہ کہین۔

ایک سوال ہے جو ہمیشہ ہمین حیرت مین ڈالتا ہے اور چونکہ یہ بھی ایک موقعہ اسکے پوچھنے کا ہے اسلیے ہم امید کرتے
ہین کہ عیسائی صاحبان ضرور اسکا جواب دینگے اور وہ لوگ بھی جو تعدد ازدواج کو برا سمجھتے ہین۔تعدد ازدواج
کو دور کرنیکے لیے بڑے سے بڑے ظالمانہ فعل کیئے گئے یعنے جایدادین ضبط کی گیئن لوگ جیلخانون مین ڈالے
گئے ان سے تمام حقوق چھین لیئے گئے اور اُن سے قسمین لی گیئن کہ وہ تعدد ازدواج کے اصول پر عمل نہین کرتے
ہم یہ ماننے کیلیئے تیار ہوتے کہ واقعی عیسائی صاحبونکی یہ سب کوششین جائز تھین کیونکہ ایک رواج کو
بدکاری سمجھکر وہ دور کرنا چاہتے تھے۔مگر اُسوقت جب یہ بھی ثبوت مل جاتا کہ اسی قسم کی کوششین انہین ممالک
مین زنا کی بیخکنی کیلیئے بھی کی گئی ہین۔کیا کبھی کوئی ایسا قانون بھی نافذ ہوا ہے کہ جو شخص قسم اٹھا کر یہ بیان نہ
کرسکے کہ اس نے زنا نہین کیا اس سے حقوق چھین لیئے جاوین۔کیا جب کبھی عام مجلسونکے ممبر منتخب ہوتے
ہین تو کبھی کسی ممبر کے متعلق یہ تحقیق کیا جاتا ہے کہ وہ کبھی زنا کا مرتکب تو نہین ہوا جیسا کہ ایک مارمن ممبر کے
متعلق قانوناً یہ تحقیق کی گئی تھی کہ وہ تعدد ازدواج کا مرتکب تو نہین ہوا۔بلکہ اس سے بھی تنزل کرکے ہم یہ
پوچھتے ہین کہ کسی جج یا گورنر سے یہ قسم لیجاتی ہے کہ اس نے کبھی زنا نہین کیا۔اتنا دور جانے کی بھی ضرورت
نہین یہی ثابت کردیا جاوے کہ جب ایک شخص عدالت مین مرتکب زنا ثابت ہوجاتا ہے تو اس سے تمام حقوق
چھین لیے جاتے ہین یا وہ ممبری کے لائق نہین رہتا یا کسی عہدہ سے الگ کردیا جاتا ہے۔یہ صاف صاف
سوال ہین اور ہم امید کرتے ہین کہ کوئی صاف گو ضرور انکا صاف صاف جواب ہمین دیکر مطمئن کریگا۔اور ایسا
جواب دینے مین اپنی کوئی ہتک نہین سمجھے گا۔اگر انکا جواب نفی مین ہے تو پھر ہم پوچھتے ہین کہ تعدد ازدواج
سے اسقدر سخت نفرت اور زنا کی اسقدر بے غیرتی سے برداشت کیون کیجاتی ہے کیا یہ محض اتفاقی امر ہے
اور تعجب یہ ہے کہ زنا کی اولاد کو تو ولد الحلال قرار دینے کی راہین تراشی گئی ہین۔مگر تعدد ازدواج سے جو اولاد پیدا
ہو وہ قانوناً ولد الحرام ہے۔کیا درحقیقت تعدد ازدواج زنا سے بھی بڑی بدکاری ہے۔اگر ایک شخص دو بدکار
عورتونکو گھر مین رکھکر کسی جرم کا ارتکاب نہین کرتا بلکہ سوسائٹی مین معزز بھی سمجھا جاتا ہے تو جو شخص دو نیکبخت

عورتون سے نکاح کرتا ہے وہ کیون جیلخانہ مین جاتا ہے اور کیون اس کے حقوق ضایع ہو جاتے ہین تعجب ہے کہ عیسائی صاحبان مارمنونکے اس دعوے پر بھی ناراض ہین کہ حضرت مسیح کی تین بیویان تھین۔ ایک شخص مارمنون اور عیسائیونمین حَکَم ہوکر لکھتا ہے ''پھر اسبات پر بہت ناراضگی ظاہر کیگئی ہے کہ مارمن کہتے ہین کہ وہ تین عورتین جو ہر وقت یسوع کے ساتھ رہتی تھین وہ اسکی بیویان تھین لیکن اگر وہ اسکی بیویان نہ تھین تو پھر جو اعتراض پیدا ہوتا ہے اسپر مطلق غور نہین کیا جاتا۔ تعدد ازدواج ان دنونمین ایک معمولی بات تھی اور دنیا کے نجات دہندہ کے متعلق افضل یہ ہے کہ یہی کہا جاوے کہ وہ تین عورتین اسکی بیویان تھین۔ اور اور کوئی ناجایز تعلق ان سے نہ تھا۔ مگر عیسائیت نئے خیال سے ایک پشہ پر ٹھوکر کھاتی ہے گو پرانے خیال کے اونٹ کو بھی نگلجاتی ہے''
یہ بھی ایک امر واقعہ ہے اور اسپر غور کرنا نہایت ضروری ہے کہ تعدد ازدواج پر عمل کرکے مارمن سوسائٹی بہت ساری بدکاریونسے بچی ہوی ہے۔ چنانچہ اسی مصنف کی تحریر سے جسکو فریقین مین سے کسی کی رعایت نہین یہ ثابت ہوتا ہے کہ ''۱۸۶۶ء مین تیرہ علاقے یوٹا مین ایسے تھے جنمین نہ کوئی شراب کی دکان تھی نہ چکلہ نہ جوا خانہ ۱۸۹۱-۹۲ء کے سرا مین یوٹا کے قیدخانہ مین ۱۵۱ قیدی تھے جنمین صرف پانچ مارمن تھے۔ حالانکہ مارمنون کی آبادی غیر مارمنونسے پانچسو فیصدی بڑھی ہوئی تھی اسی سال مین شہر مین ۶۶ شرابخانے تھے جنمین سے ۶۰ غیر مارمنونکے تھے۔ ۱۵ بلیرڈ کے کمرے اور سات قمار خانے تھے جن مین سے ایک بھی مارمنونکا نہین تھا چھ چکلے تھے جن مین سب غیر مارمن ہی جاتے تھے۔ اور ۵۳ بدکار عورتین ان چکلونمین تھین مگر مارمن ایک بھی نہین تھی'' پھر وہی مصنف اس امر کی بھی شہادت دیتا ہے کہ ''تعدد ازدواج کا رواج جیساکہ مارمنونکے دشمن کہتے ہین۔ شہوات نفسانی کے پورا کرنیکے لیے قایم نہین کیا گیا بلکہ یہ ایک سچی کوشش اس غرض کیلئے تھی کہ تا کثرت اولاد سے انسانی ترقی ہو'' اور پھر لکھتا ہے کہ ''افسوس ہے کہ اس کوشش کو جاہلانہ تعصب نے دبا دیا ہے۔ مگر جلدی نہین تو دیر سے دنیا دیکھ لے گی کہ بچونکی پیدایش مین ترقی کرنیکے کتنے فواید اور حکمتین ہین اور پھر یہ سمجھ مین آئیگا کہ ہمارے شادی کے قوانین مین ترمیم ہونی چاہیئے۔ مارمنونکا تعدد ازدواج کا رواج وحشیانہ طریق نہین جیساکہ ایک زانیونکی قوم نے اسے کہا'' الغرض مارمنونکے اس رواج کو شہوات نفسانی کی وجہ قرار دینا لغو بات ہے۔ اگر وہ نفسانی شہوات کے ایسے ہی دلدادہ ہوتے تو شراب کی ممانعت انکے اصولونکے رو سے کیون ہوتی کیونکہ شراب سے بڑھکر شہوات نفسانی کو جوش مین لانیوالی کوئی چیز نہین ہے۔ تعدد ازدواج کو مٹانے کی کوشش محض جہالت پر مبنی ہے۔ کیونکہ اگر اس مین کوئی سچی انسانی ہمدردی کا تقاضا بھی ہے تو پھر زنا کی بیخ کنی کی طرف کیون توجہ نہین ہوتی۔ اور شرابخوری اور زنا سے بچنے کی کیون کوئی تدبیر نہین کیجاتی؟

کیا قرآن شریف تاریخ کے برخلاف کہتا ہے

انکوایرر ایک عیسائیونکا پرچہ یہ دعوے کرتا ہے کہ قرآن کریم تاریخ کے خلاف کہتا ہے۔اور اِسلیئے قابل اعتبار نہین۔سب سے پہلا سوال ہرایک عقلمند یہی کریگا کہ تاریخ سے مراد کیا ہے واقعی جہالت سے یا تجاہل سے انکوایرر بائیبل کے قصونکو تاریخ فرض کرتا ہے۔ان پادریونمین ایک بات ہے چاہے اسے خوبی کہہ لو یا نقص کہ جوکچھ دنیا مین ہورہا ہے اس سے انہین کچھ سروکار نہین اور نہ ہی اسکی پرواکرتے ہین ہم یہ کہنے کیلیئے تیار ہین کہ ایک بھی سمجھدار عیسائی ایسا نہین جوآج کل کی تنقید سے واقف ہونیکے باوجود یہ دعوے کرے کہ بائیبل تاریخی غلطیونسے پاک ہے اور یہ محض جاہلونکو دھوکا دینے کیلیئے ہے جو پادر یصاحبان یہ کہدیتے ہین کہ فلان واقعہ ٹھیک نہین کیونکہ بائیبل مین اسکے خلاف لکھا ہے۔ان لوگونکے دلونمین نہ خدا کی کوئی عظمت اورنہ مسیح کی کوئی پرواہے۔مذہب کو ایک پیشہ بنا رکھا ہے۔اورجس طرح دکاندار کہتا ہے کہ میری چیز سے بڑھکر دوسری چیز نہین اوریہی سب نقصونسے پاک اور دوسرے کی ہمہ عیب ہے یہی حال ہے

اس اخبار مین تین تاریخی غلطیان قرآن شریف کی بتائی گئی ہین۔اول یہ کہ سورہ ہود مین اسحق کو یعقوب علیہما السلام کا بھائی کہا گیا ہے۔حالانکہ وہ اسکا باپ تھا۔تعجب ہے کہ قرآن کریم مین صاف الفاظ کے ہوتے ہوئے بلا سوچے سمجھے پادریصاحبان اعتراض کردیتے ہین۔سورہ بقرہ مین اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔اَمْ کُنْتُمْ شُهَدَاءَ اِذْ حَضَرَ یَعْقُوْبَ الْمَوْتُ اِذْ قَالَ لِبَنِیْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ بَعْدِیْ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا...... وَّاحِدًا (البقرۃ-۱۳۳) یعنی-(یہود کو مخاطب فرماکر) بھلا کیا تم اسوقت موجود تھے جب یعقوبؑ بستر مرگ پر تھے جب انہون نے اپنے بیٹون سے پوچھا کہ میرے بعد تم کس کی عبادت کروگے انہون نے کہا کہ آپکے معبود اور آپکے آباء ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحق کے معبود کی جو ایک ہی معبود ہے۔اب اس آیت مین صاف طور پر حضرت اسحق کو حضرت یعقوب علیہما السلام کے آباء مین بیان کیا گیا ہے پھر اس سے بڑھکر کیا حماقت ہے کہ یہ کہا جاوے کہ قرآن شریف انکو یعقوبؑ کا بھائی کہتا ہے۔اب سورہ ہود کے حوالہ کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہان صرف یہ الفاظ ہین کہ فبشرنٰھا باسحق ومن وراء اسحق یعقوب (ھود-۷۱) یعنے ہمنے ابراہیمؑ کی بیوی کو اسحق کی خوشخبری دی اور من وراء

اسحق یعقوب کی خوشخبری دی۔ اب بھائی کا رشتہ قایم کرنیکے لیے ضروری ہے کہ پادریصاحب یاتو یہ دکھاوین کہ ایک کو دوسرے کا بھائی کہا گیا ہے۔ یا دونوںکو ایک ہی مان یا باپ کے بیٹے کہا گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ ان دونون صورتومین سے کوئی بھی موجود نہین۔ یہان لفظ مِنْ وراء کا استعمال ہوا ہے جسکے معنے مفسرین نے (دیکھو تفسیر کبیر) اور لغت والون نے (دیکھو لسان العرب) دو طرح پر کیئے ہین۔ ایک بعد اور ایک پوتا۔ لیکن ان دونون صورتومین سے بھائی کسی صورتمین بھی نہین بنتا۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ اول الذکر معنے لیکر یہ امکان ہے کہ حضرت یعقوب کو اسحق کا بھائی فرض کر لیا جاوے۔ مگر ممکن طور پر ایسے معنے ہونیسے یہ نتیجہ نہین نکلتا کہ یہی معنے ہین۔ اور قرآن کریم نے سورہ بقرہ مین ذکر فرما کر ایسے امکان کو بھی دور کر دیا ہے۔ خوشخبری صرف نسل کی تھی۔ سو اول بیٹے کی خوشخبری دی اور پھر بیٹے کے بیٹے کی۔ یا یون کہو کہ یہ خوشخبری دی کہ تمہارے ہان ایک بیٹا پیدا ہوگا اور ایسا ہوگا کہ وہ خود بھی صاحب اولاد اور انبیاء کے ایک سلسلہ کا باپ ہوگا۔

دوسری غلطی یہ بیان کیجاتی ہے کہ "قرآن شریف مین لکھا ہے کہ فرعون کی عورت نے موسیٰ کو متبنےٰ کیا۔ حالانکہ فرعون کی لڑکی نے متبنےٰ کیا تھا" یہ غلط ہے قرآن کریم نے کہین نہین لکھا کہ حضرت موسیٰ کو واقعی کسی نے متبنےٰ کیا۔ قرآن شریف کے الفاظ یہ ہین۔ لَا تَقْتُلُوْهُ عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا (القصص ۹) یعنی اسے قتل مت کرو شاید وہ ہمین نفع دیوے یا ہم اسکو بیٹا بنالین۔ اور پھر اس سے پہلی آیت مین فرمایا ہے فَالْتَقَطَهٗٓ اٰلُ فِرْعَوْنَ۔ اب ان دونون آیتونکو اکھٹا پڑھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم تصریح نہین کرتا کہ فرعون کی عورت اسکو اپنا بیٹا بنانا چاہتی تھی یا اپنی بیٹی کا۔ لفظ ولد سے جیسے بیٹا مراد لیا جاسکتا ہے ویسے ہی بیٹے کا بیٹا بھی۔ ممکن ہے کہ اسکا منشاء یہ ہو کہ اسکی لڑکی اسکو بیٹا بنالے یا خود بنانیکا منشاء ہو اور بعد مین وہ منشاء بدل گیا ہو۔ قرآن کریم ایسی باتونکی تفصیل مین نہین پڑتا۔ اور یہ کہین نہین کہتا کہ کس نے متبنےٰ کیا۔ اسکی غرض کسی گذشتہ قصہ کے بیان کرنیسے محض ان باتونکا بتانا مقصود نہین ہوتا بلکہ یہ باتین بھی وہ ایک پیشگوئی کے رنگ مین بیان کرتا ہے۔ اسی اصل غرض کو مدنظر رکھکر یہ کتاب پاک کسی ضروری امر کو بیان کر دیتی ہے اور زوائد کو چھوڑ جاتی ہے۔ قرآن کریم کے قصص بیان کرنے اور بائبل کے بیان کرنے مین یہ عظیم الشان امتیاز ہے۔ حضرت موسےٰ کا اس فوق العادت طریق سے اپنے دشمن کے ہاتھوں سے بچ رہنےکو بیان کرنا قرآن کریم کی اصل غرض ہے تاکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کیلیئے مکی زندگی کے ابتلاؤن اور تکلیفونکے اندر یہ موجب تسکین ہو۔ اور دوسیطرف آپکے اپنے خطرناک دشمنونکے ہاتھ سے بچ رہنے کی یہ ایک عظیم الشان پیشگوئی ہو۔ اور معلوم ہو کہ وہی طاقتور خدا جس نے حضرت موسےٰ کو جبکہ وہ کوئی طاقت اور قدرت نہ رکھتے تھے انکے سخت ترین دشمن کے ہاتھ سے بچا لیا۔ وہی زندہ اور مقتدر خدا جو تمام طاقتون پر

غالب ہے اب بھی اپنے پیارے رسول اور برگزیدہ نبی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو آپ کے خطرناک دشمنوں کے ہاتھ سے بچائیگا
اور جس طرح بالآخر حضرت موسیٰ کو کامیاب کیا اور فرعون کو ہلاک کیا اسی طرح اب بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کامیاب
اور آپکے اعدا کو ہلاک اور ذلیل کریگا پس جہان یہ باتین بائبل مین محض قصص کے طور پر مذکور ہین۔ قرآن کریم مین وہ
پیشگوئیان ہین اور آنحضرت صلعم کیلئے تکالیف کے اندر موجب تسکین۔ یہ وعدے اور پیشگوئیان اسوقت کی گئین
جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہر طرف سے تکالیف کا نشانہ ہو رہے تھے اور ایک پہ سے بھی بڑھکر بیکسی کیحالت مین
تھے۔ اس بیکسی اور غربت کیحالت مین آپکو یہ وعدے دیئے گئے اور آخر ان وعدونکے پورا ہونے نے یہ بھی ثابت کردیا
کہ جو کچھ قرآن کریم گذشتہ انبیاء کے متعلق بیان کرتا ہے وہ بھی حق ہے کیونکہ وہ طاقتور ہستی جو آیندہ کے واقعات
کو دیکھ سکتی تھی۔ وہ گذشتہ کے بیان مین کیونکر غلطی کھا سکتی تھی اس طرح پر قرآن کریم کے قصص کی تصدیق
تو خود خدا نے اپنے وعدونکو جو قرآن مین ہی مذکور ہین اور انہین قصص مین پیشگوئیونکے رنگ مین بیان کیئے گئے ہین
پورا کرکے کردی۔ مگر بائبل کے قصص کی تصدیق کس نے کی۔

تیسری غلطی جو اس اخبار مین بیان کی گئی ہے اور جسکو سب سے بڑی غلطی کہا گیا ہے یہ ہے کہ اس اخبار کے
نزدیک قرآن کریم حضرت مسیح کی موت کی نفی کرتا ہے یہ محض ناواقفیت ہے۔ قرآن کریم موت کی نفی نہین کرتا بلکہ
جس طریق سے موت کا واقع ہونا بیان کیا جاتا ہے اسکی نفی کرتا ہے یعنی آپکے صلیب پر مرنیسے انکار کرتا
ہے۔ ہم دعوے سے کہتے ہین کہ قرآن کریم مین ایک لفظ بھی ایسا نہین جس سے مسیح کی موت کی نفی ثابت ہو باقی
رہا صلیب کا قصہ۔ سو یہود تو کہتے تھے کہ... مسیح مصلوب ہوکر ملعون ہوا اسلیئے وہ خدا کا راستباز نبی نہین بلکہ
نعوذ باللہ مفتری تھا۔ اور عیسائیون نے یہ عقیدہ اپنے لئے تجویز کیا کہ مسیح مصلوب ہوکر ملعون تو بیشک ہوا مگر وہ
مفتری نہ تھا گویا واقعات کو تسلیم کرکے اُنکے لازمی نتیجہ سے انکار کرتے تھے اسپر قرآن کریم نے یہ فرمایا ہے۔ کہ
یہود اور عیسائی دونون جھوٹے ہین کیونکہ حضرت مسیح صلیب پر مرے ہی نہین اور اسواسطے ملعون بھی نہین
بلکہ خدا کے سچے نبی ہین۔ عیسائی صاحبان کا اختیار ہے کہ چاہے یہود کو سچا مانین چاہے قرآن کریم کو لیکن اول
صورت مین حضرت مسیح کی نبوت سے انکار لازم آتا ہے۔ باقی رہی موت سو پادری صاحب اسکی فکر نہ کرین قرآن
کریم نے صریح الفاظ مین فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم مین حضرت مسیح کی موت کا ذکر
کر دیا ہے بلکہ اس آیت سے انکے دوبارہ آنے کی راہ کو بھی بند کر دیا ہے۔ ہان مسیح کی موت عیسائیت کی موت ہے
اور جی اٹھنا محض ایک قصہ ہے جو اب بھی انشاء اللہ قصہ ہی رہیگا اور اگر مسیح کی موت کا اور ثبوت پادری صاحب
کو درکار ہو تو محلہ خانیار سرینگر کشمیر مین وہ اُس انسان کو سویا ہوا پائینگے جسے وہ خدا سمجھ رہے ہین +

رؤیا و الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام +

۶- جنوری ـ اِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَأْتُوْا بِشِفَاءٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ
(فرمایا کہ رات کو مولوی نورالدین صاحب کے لیئے دعا کر رہا تھا۔ انہیں کے متعلق معلوم ہوتا ہے)

۱۹- جنوری- رؤیا میں کسی نے کچھ پیسے ہاتھ میں دیئے ہیں (یہ خواب نماز فجر کے وقت کا ہے) بعد میں الہام ہوا
اِنِّیْ مَعَ الرَّسُوْلِ اَقُوْمُ

تھوڑی دیر بعد رؤیا دیکھا کہ ایک شخص کے ہاتھ میں دو لفافے سر بستہ ہیں۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ مضمون دونوں کے اندر ایک ہی ہے۔ ان میں سے ایک لفافہ اس شخص نے مجھے دیا ہے اور ساتھ ہی طبیعت الہام کی طرف منتقل ہو کر الہام ہوا۔ **چونکا دینے والی خبر**

۲۷- جنوری- نزلہ کے سبب سے حضرت اقدس کے دائیں رخسارہ پر کسیقدر ورم ہو کر تیز بخار ہو گیا اسی حالت میں الہام ہوا۔ بِسْمِ اللّٰهِ الْكَافِيْ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الشَّافِيْ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الْغَفُوْرِ الرَّحِيْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الْبَرِّ الْكَرِيْمِ۔ يَا حَفِيْظُ يَا عَزِيْزُ يَا رَفِيْقُ يَا وَلِيُّ اِشْفِنِيْ

+ میں نے یہ التزام کرنیکا ارادہ کیا ہے وباللہ التوفیق کہ ہر ماہ کے رسالہ میں گذشتہ ماہ کے الہامات اور رؤیا بقید تاریخ درج ہوں۔ اور جس قدر اسی ماہ کے الہام ہوں جس میں رسالہ نکلا ہے۔ وہ ٹائیٹل پیج پر دیدیئے جایا کریں اور اگلے مہینے پھر انکو دوبارہ میگزین کے اندر چھاپ دیا جاوے +
(ایڈیٹر)

رویا و الہامات حضرت مسیح موعود (علیہ السلام)

یکم فروری (۱) اِنِّیْ مَعَ الرُّوْحِ مَعَكَ وَمَعَ اَهْلِكَ۔

(۲) اِنِّیْ لَاَجِدُ رِیْحَ یُوْسُفَ لَوْلَا اَنْ تُفَنِّدُوْنِ۔

(۳) ایک رویا دیکھی کہ ایک کاغذ ہے جسکے اوپر کی دو تین سطرین فارسی خط مین ہین باقی سب انگریزی ہے۔ اسکا مطلب یہ سمجھ مین آیا کہ گویا کوئی میرا نام لیکر کہتا ہے کہ دو سو پچاس روپیہ نہین دیا جاوے۔

اطلاع ضروری

(۱) بروئے **قواعد** رسالہ میگزین کا زر چندہ جتنے الوسع بجز کسی خاص حالات کے پیشگی وصول ہونا چاہیئے اس قاعدہ پر عمل کرنیکی صورتمین خریداران و دفتر ہذا کے مابین حساب بالکل صاف رہتا ہے۔ حساب مین کسی قسم کی پیچیدگی واقع نہین ہوتی اور پیشگی وصولی مین ایک گونہ کارخانہ ہذا کو بھی امداد ہے اسواسطے جملہ خریداران **بقایا** مین ہماری مدد کرکے عند اللہ ماجور ہون۔ سابقہ بقایا کی رقوم کو جلد تر بذریعہ منی آرڈر ارسال فرماوین ورنہ وی پی کے پہنچنے پر رقوم کی ادائیگی کو تعویق مین نہ ڈالین +

(۲) ترسیل روپیہ یا خط کتابت کرتے وقت نمبر خریداری نہ لکھنے کی صورتمین شکایت توقف یا عدم تعمیل یا عدم جواب بیجا تصور ہوگی

(۳) جملہ خطوکتابت متعلق میگزین بنام منیجر میگزین ہونی چاہیئے نہ کسی مالک یا منیجر مطبع یا دیگر صاحب کے نام۔ کیونکہ اس سے حرج و طوالت کام کا احتمال ہے +

منیجر میگزین

مدرسہ تعلیم الاسلام

مدرسہ کے اخراجات بہت بڑھے ہوئے ہین سب احباب کو چاہیئے کہ مستقل و یکمشت چندہ دینے فنڈ کی اعانت کرین۔ مدرسہ کے متعلق تمام رقوم بنام **امین** مدرسہ تعلیم الاسلام آنی چاہیئین۔ رسیدین اخبار مین طبع ہوا کرین گی +

نورالدین امین مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

کبریت احمر یا جیون بوٹی کے استعمال سے ایک مہینے مین تین سیر خون صالح تازہ بدن انسان مین پیدا ہوتا ہے جوانی کی طاقت مدت العمر قایم رہتی ہے۔ استعمال کرنیسے پہلے اور بعد بدن کو وزن کرو اور آزماؤ اُس سے بڑھکر مبھی ہ مولد خون صالح۔ مشتہی بدن کو مضبوط اور خوشرنگ بنانے اور چہرے کی سرخی اصلی طاقت و توانائی و تازگی پیدا کرنیوالی [illegible] ایجاد نہین ہوئی۔ اسکا اثران اعضا پر جن پر نسل انسان کی پیدایش کا انحصار ہے۔ بالخصوص نہایت قوی ہوتا ہے وہ خوشی جو عورت و مرد کی معاشرت سے وابستہ ہے اس سے فی الفور حاصل ہوتی ہے **کبریت احمر** اس کا نام اسی لیے رکھا گیا ہے کہ یہ دوا **اعضائے تولید** کے پژمردہ قوے کو از سر نو بحال کرنیکے ساتھ زندگی کو کیمیا بنا دیتی ہے قیمت فی شیشی عہ

روغن درد گردہ۔ درد گردہ کے دورے اور تکلیفین ایسی سخت ہوتی ہین کہ الامان عجیب و غریب روغن درد گردہ مین خاص کر جب درد کنکری کی وجہ سے ہو اکسیر کا کام دیتا ہے۔ چھوٹے چھوٹے سنگریزونکو توڑکر اور ریزہ ریزہ کرکے نہایت سہولت سے خارج کر دیتا ہے۔ تمام کنکری اور ریت نکلکر درد گردہ کی نوبت پھر نہین ہوتی۔ **قیمت** فی شیشی عہ ۱۲ آنہ ر - سے م

عجیب و غریب مرہم المعروف مرہم عیسے۔ اگر آپ دنیا بھر مین سب سے اچھا پر تاثیر بیہدف ہر قسم کے زخمون جراحتون۔ **چوٹون۔ گلیٹون**۔ خنازیر۔ **سرطان طاعون** اور ہر قسم کے خبیث زہریلے پھوڑون پھنسیون۔ **ناسورون۔ گنج۔ خارش بواسیر** اور طرح طرح کی جلد کی بیماریون ہاتھون کے سردی سے پھٹ جانے جانورون کے کاٹ لینے جلجانے اور عورتونکے خطرناک امراض سرطان رحم وغیرہ کیلئے ہزارہا سال کا مجرب۔ مقدس ہر طبقہ اور ہر زمانہ کے حکما کا متفقہ بابرکت علاج چاہتے ہین تو یہ مبارک مرہم اس کارخانہ سے منگائیے۔ جو اس کو خالص اجزا سے تیار کرنیکا ذمہ وار ہے۔ طبی جہان اسکی کامیاب تاثیرات کا ممنون ہے۔ یہ مشہور آفاق مرہم

رسالہ آئینہ صحت نما مفت	**حکیم محمد حسین اینڈ برادرز مالکان کارخانہ مرہم عیسے نولکھا لاہور** سے طلب کرو	عمدۃ التقویم ۱۹۰۸ء مفت

ضروری اطلاع

رسالہ نور الدین حسین فاضل مُصنّف نے بعد نظر ثانی کسیقدر اضافہ کیا ہے خوشخط عمدہ کاغذ پر چھپکر تیار ہے قیمت علاوہ محصول ڈاک ۸ ہے درخواستین اس پتہ پر ہون

سیٹھ عبد الاحد ہدایت اللہ جنرل مرچنٹ و کمیشن ایجنٹ کٹرہ جیمل سنگھ امرتسر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

احمدی بھائیون کی خدمتمین ایک ضروری التماس

برادران۔ السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہٗ۔

گذشتہ سے پیوستہ سال مین امام الزمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت احمدیہ کے نام میگزین کی اعانت کے متعلق ایک واجب التعمیل ارشاد صادر فرمایا تھا جس مین اس دینی رسالہ کی مدد کیلیے بڑے پُر زور الفاظ مین تاکید فرمائی تھی جسپر اکثر احباب نے پوری جوانمردی سے بلکہ بعض نے تو اپنی ہمت اور ہماری توقع سے بڑھکر واقعی جان توڑ کر اعانت رسالہ مین کوشش کرکے کئی کئی سو روپے کے ساتھ مدد کی۔ اس ہمت کا نتیجہ یہ ہوا کہ نہ صرف رسالہ قریباً قریباً اپنے ضروری مصارف برداشت کرنیکے قابل ہوگیا بلکہ کئی سو روپیہ تجارتی حصص کا بھی واپس ہوگیا۔ علاوہ ازین گذشتہ سال مین قریباً ۲ سو یا اس سے زاید رسالہ مُفت بلاد یورپ و امریکہ و اسٹریلیا وغیرہ مین جاتا رہا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ بعض مستعد اور سعید الفطرت دلون نے اس رسالہ کو نعمت الٰہی خیال کرکے اپنا ایمان اسلام اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ظاہر کیا۔

خیر یہ تو گذشتہ کا قصّہ ہے مین اس وقت اپنی قوم کے سامنے ایک نئی تجویز پیش کرنا چاہتا ہون اور امید رکھتا ہون کہ قوم اسپر پوری توجہ کریگی۔ مجھے یہ کہنے کی ضرورت نہین کہ آج کل انگریزی زبان مین ایک ایسے اسلامی رسالہ کی کس قدر ضرورت ہے ناظرین رسالہ اسکے مضامین کو پڑھکر خوب جانتے ہین کہ اسلام پر کس کس طرح کے اندرونی اور بیرونی حملے ہو رہے ہین اور انکی تردید کسقدر ضروری ہے یہ تو ضرورت رسالہ کا ایک پہلو تھا۔ مگر اس سے زیادہ ضروری تبلیغ اسلام کا پہلو ہے۔ تبلیغ اسلام ہر ایک مسلمان کا فرض ہے تا کہ وہ لِتَکُوۡنُوۡا شُہَدَآءَ عَلَی النَّاسِ کا مصداق بنے۔ اور اسوقت سب سے بڑھکر ضرورت تبلیغ بلاد یورپ و امریکہ مین ہی جہان کل کے کل سمجھدار آدمی کفارہ مسیح اور الوہیت مسیح کے عقیدہ سے بیزار ہوکر اسوقت زبان حال سے پکار رہے ہین کہ نہین کوئی اور پاک مذہب اور زندہ مذہب درکار ہے اسی رسالہ مین مین نے ایک آزاد خیال مگر دانشمند انسان کا ایک قول نقل کیا ہے جو کہتا ہے کہ اسوقت ہمین ایسے زندہ مذہب کی ضرورت ہے۔

جس بات خدا ہماری تائید و نصرت کرکے اور اپنے الہام اور کلام سے ہمین مشرف کرکے اپنی ہستی کا یقین تام ہمین بخشنے سو برادران مین آپکو خوشخبری دیتا ہون اور سچے دل سے مبارکباد کہتا ہون کہ وہ پاک سلسلہ ہی آپ کا ہی مذہب احمدی ہے۔ یہی ایک سچا مذہب ہے جس کی دنیا آج پیاسی ہے مگران تشنہ لبون تک اس زندہ اور جاری چشمہ کو پہنچانیکے لیے ہمّت درکار ہے۔ یون تو خدا نے اپنے وعدونکے مطابق یہ کام کرنا ہی ہے اور اگر ہم کم ہمّتی دکھاوینگے (خدا نکرے کہ ایسا ہو) تو وہ اور قوم کو اس کام کیلیئے پیدا کردیگا کیونکہ اسکے وعدے ہم اپنی آنکھونسے روز روشن کی طرح پورے ہوتے ہوئے دیکھ رہے ہین پس یہ وعدہ کہ مین اس سلسلہ کو دنیا کے کنارون تک پہنچاؤنگا۔ اور مسیح موعود کے ذریعہ سے دین کو دوبارہ زندہ کرونگا جس کا بہت کچھ ظہور ہو بھی چکا ہے کیونکر پورا نہ ہوگا۔ ہان ضرور پورا ہوگا۔ مگر مین کہتا ہون کہ ہمّت درکار ہے خدا ہمین سب کو ہمّت دے دنیا کی زندگی کے بہت دن نہین ایسا نہو کہ وہ وقت یونہی آپہنچے اور ہم غافل ہی ہون۔ یہ جماعت ایک مبارک جماعت ہے جسنے خدا کے زندہ نشانونکو دیکھکر زندہ ایمان حاصل کیا ہے مگر اس کی ذمہ داریان بھی بہت ہین۔ "دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا" برادران یہ ایک ایسا فقرہ ہے جو آپ سب کی زبان پر جاری ہوا ہے اور اس مبارک وقت مین جاری ہوا ہے جبکہ آپنے ایک گندی زندگی سے نجات حاصل کرکے (مین اپنے تمام گناہون سے توبہ کرتا ہون) ایک نئی زندگی اور نیا ایمان حاصل کیا۔ اس فقرہ کو کسیوقت بھی بھولیں نہین کیونکہ اسی پر نجات کا مدار ہے۔ جبتک دین کو دنیا پر ترجیح نہ دیجاوے گی۔ نجات کا حاصل ہونا ناممکن ہے۔ تمہارے پیارے امامؑ نے خدا تعالیٰ کی لاکھون لاکھ برکتین اور درود اسپر ہون اس فتنون اور فسادونکے زمانے مین تمہین اس مبارک راہ پر چلا دیا ہے۔ جسپر چلکر تم دونون عالم کی راحت حاصل کرسکتے ہو پس ہر وقت اس کوشش مین لگے رہو تا خدا کے پیارے اور برگزیدہ کی دعائین تمہارے شامل حال ہوکر تم منزل مقصود تک پہنچ جاؤ۔

اب مین اصل مقصد کیطرف رجوع کرتا ہون میری غرض یہ ہے کہ یورپ اور امریکہ مین اسلام کی تبلیغ کیلیئے بہت بڑی ہمّت درکار ہے اور ساتھ ہی اسکے یہ بھی کہتا ہون کہ خدا تعالےٰ نے احمدی جماعت ہی کو اسوقت اس کام کیلیئے منتخب فرمایا ہے۔ اب تبلیغ دین کیلیئے اسوقت ہمارے ہاتھ مین ایک ہی ذریعہ ہے اور اگرچہ وہ وقت بھی قریب آرہا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہزارون ذریعے پیدا کردیگا اور اگرچہ اسوقت بھی اللہ تعالےٰ کے ملائک ہی کام کررہے ہین مگر بظاہر میگزین اسوقت ایک ایسا ذریعہ ہے جس سے ہم یہ مبارک پیغام کہ خدا زندہ ہے اور دعائین قبول کرتا ہے اور اس زمانے مین بھی اپنے کلام سے اپنے پیارون کو ممتاز فرماکر اپنی قدرت کے وہ نشان ظاہر فرماتا ہے جو پہلے انبیاء کیوقت مین ظاہر فرمائے اور اسی طرح سے اب بھی وہ راہ کھلی ہے جو ہمیشہ سے کھلی چلی آئی ہے جسپر چلکر اسکی ہستی کا یقین تام پیدا ہوکر انسان کو شیطان کے تسلط سے نجات ملتی ہے۔ غرضیکہ یہ مبارک پیغام ہم اسوقت اس رسالہ کے ذریعہ سے جو انگریزی زبان مین

شائع ہوتا ہے خدا کے احسان سے گھر بیٹھے ہی دور دور تک پہنچ سکتے ہیں اور اسکا پہنچانا ہمارا فرض بھی ہے یہ خدا کا احسان ہے ورنہ اس سے پہلے اسی مقدس پیغام کے پہنچانے کے لیے ہزارون مقدس جانیں تلف ہو چکی ہیں پس سوال یہ ہے کہ کونسا راہ ہمیں اختیار کرنا چاہئیے کہ یہ پیغام بہت لوگوں کے کانون تک پہنچ جاوے ۱۹۲۲ء میں جب حضرت امام علیہ السلام نے اس رسالہ کی اعانت کیلیئے تحریک کی تو مختلف صورتوں میں آپکے جان نثارون نے آپکے اس حکم کی تعمیل کی بعض نے یکمشت رقمیں بھیجیں اور بڑی بڑی رقمیں بھیجیں بعض نے شب و روز اپنی ہمت کو اس کام میں صرف کیا کہ رسالہ کیلیئے خریدار پیدا کریں بعض نے خود رسالہ کی خریداری اختیار کی اور میں یہ بھی جانتا ہون کہ اکثرون نے اسکے لیے دعائیں بھی کی ہونگی۔ مگر میں دیکھتا ہون کہ وہ ابتدائی جوش اب نہیں ہے۔ میں اسوقت ایک ایسی تجویز پیش کرتا ہون کہ جس سے غریب سے غریب آدمی بھی اس دین الٰہی کی تبلیغ کے کام میں معاون ہو سکے۔ میں نے اس خط میں کسی مخلص کا نام لیکر ذکر نہیں کیا کیونکہ خط لمبا ہوتا تھا۔ اور جب اخلاص کیطرف دیکھا جاتا ہے تو ایکدوسرے سے بڑھکر نظر آتا ہے اور اس سے پہلے وقتاً فوقتاً ایسے احباب کا ذکر میں کرتا بھی رہا ہون۔ مگر میں خاص طور پر اپنے مکرم سید محمد حسین صاحب اسسٹنٹ سرجن کا ذکر کرنا چاہتا ہون۔ ڈاکٹر صاحب نے حضرت اقدس کی تحریک پر رسالہ کے خریدار پیدا کرنیکے لیے جو کوشش کی وہ نہایت قابل تعریف ہے مگر اسکا ذکر کرنا اسجگہ میرا مقصود نہیں ہے اسکے علاوہ اسیوقت سے انہون نے اپنے ذمہ یہ بھی فرض کر لیا ہے کہ پانچ روپیہ ماہوار باقاعدہ میگزین کی اعانت کے لیے بھیجتے رہتے ہیں اور اسطرح انکی طرف سے ہم تیرہ یا چودہ رسالے ہر وقت ولایت میں مفت بھیج سکتے ہیں اور بھیجتے رہتے ہیں۔ میری تجویز یہ ہے کہ اسطریق کو توسیع دیجاوے اور ہر شخص بقدر ہمت ایک رقم ماہوار اپنے ذمے مقرر کر لے۔ ایک غریب آدمی بھی ایک پیسہ روز آسانی سے پس انداز کر کے اسیطرح سے ہر ماہ میں آٹھ آنہ یا سال بھر میں چھ روپے تبلیغ دین میں صرف کر سکتا ہے۔ اور یہ کوئی مشکل امر بھی نہیں ۸ ر نہ سہی جو شخص ۶ ر ماہوار بھی اس اعانت میں دے سکتا ہے اسکی طرف سے بھی ایک رسالہ انگریزی مفت جاری ہو سکتا ہے۔ اور میں دیکھتا ہون کہ اگر تھوڑی سی توجہ بھی کیجاوے تو یہ امر چندان مشکل نہیں۔ ایک بچہ بھی ایک پیسہ روز لیجاتا ہے اور اپنے مصارف کیلیئے تو انسان ایک پیسہ چھوڑ کئی پیسے روز صرف کر دیتا ہے۔ مگر اس ایک پیسہ کے روز الگ کرنیسے ایک عظیم الشان سلسلہ تبلیغ کا قایم ہو سکتا ہے۔ جب ایک جھوٹے عقیدہ کی اشاعت کیلیئے ہزارون مشن قایم ہیں اور کوئی عیسائی ایسا نہیں جو کچھ نہ کچھ مشن کی اعانت نکرتا ہو تو نہایت افسوس ہوگا اگر اس دینِ حق اور سلسلہ حقہ کی تبلیغ کیلیئے ایک غریب زمیندار بھی ایک پیسہ روز الگ نہ کرے اور پھر حسب حیثیت جو لوگ زیادہ پس انداز کر سکتے ہیں وہ ایک آنہ یا دو آنہ روز الگ کر کے پانچ پانچ دس دس رسالے ولایت میں مفت بھجوا سکتے ہیں اگر اس جماعت میں سے دس ہزار آدمی بھی ایسا پیدا ہو جاوے جو بحساب وسط کوئی کم کوئی زیادہ دیکر ایک ایک رسالہ باہر بھجوا سکے تو اسوقت بہت دور دور تک اس تبلیغ کے کام کی توسیع ہو سکتی ہے۔ میں بڑے بڑے شہروں کی جماعتوں کے کارکن ممبرون سے بالخصوص

یہ استدعا کرتا ہون کہ وہ اس تجویز کو توسیع دین اور غربت غریب ... کو بھی جو ایک پیسہ یا ایک آنہ ماہوار دے سکتا ہے
اس کار خیر مین شامل کرین - اور اسطرح اس دین حق کو تمام ملک ... مین پہنچا کر ناصران دین الہی ہون ... قوم ... کے
سالانہ بھیجنے کے اگر ماہوار پہونچتی رہین تو دینے والونکو زیادہ سہولت ہو سکتی ہے پس مین احمدی جماعت کے ہر ایک فرد
سے پھر یہ درخواست کرتا ہون کہ وہ اس معاملہ مین سستی نہ کرین - ہم نہین جانتے کہ کتنے دن ہماری زندگی کے باقی
ہین - اگر ہماری کوشش سے ایک ... آدمی بھی دین حق کو قبول کر لے تو بیشک ہم کامیاب ہو گئے - مگر اسوقت ایک
متفقہ کوشش درکار ہے - ایک ایک آدمی کی الگ الگ کوشش کچھ نہین کر سکتی مین امید کرتا ہون کہ جو احباب میری اس
تجویز سے متفق ہونگے وہ اپنی پوری کوشش اسکے کامیاب کرنے مین صرف کرینگے اور اس خط کو مین حضرت اقدس مسیح موعود
کے چند الفاظ پر ختم کرتا ہون +

" چونکہ ہماری تمام جماعت کو معلوم ہوگا کہ اصل غرض خدا تعالی کی میرے بھیجنے سے یہی ہے کہ جو جو غلطیان
اور گمراہیان عیسائی مذہب نے پھیلائی ہین انکو دور کر کے دنیا کے عام لوگونکو اسلام کیطرف مایل کیا جاوے اور اس
غرض مذکورہ بالا کو جسکو دوسرے لفظونمین احادیث صحیحہ مین کسر صلیب کے نام سے یاد کیا گیا ہے پورا کیا جائے اسلیئے اور
انہین اغراض کے پورا کرنیکے لیے رسالہ انگریزی جاری کیا گیا ہے ..... اسلیئے مین **پورے زور کے**
ساتھ اپنی جماعت کے مخلص جوانمردونکو اسطرف توجہ دلاتا ہون کہ **وہ اس رسالہ کی اعانت**
اور مالی امداد مین جہانتک اُنسے ممکن ہے اپنی ہمت دکھلاوین ..... جو کوئی میری موجودگی اور زندگی مین
میری منشاء کے مطابق میری اغراض مین مدد دیگا مین امید رکھتا ہون کہ قیامت مین بھی میرے ساتھ ہوگا ....
بعد اسکے وہ وقت آتا ہے کہ ایک سونے کا پہاڑ بھی اس راہ مین خرچ کرین تو اسوقت کے پیسے کے برابر نہین ہوگا ......
اور اگر کوئی تم مین سے خدا سے محبت کر کے اسکی راہ مین مال خرچ کریگا تو مین یقین رکھتا ہون کہ اسکے مال مین بھی دوسرون
کی نسبت زیادہ برکت دیجائیگی ..... اور مین سچ سچ کہتا ہون کہ اگر تم سب کے سب مجھے چھوڑ دو اور خدمت اور امداد سے
پہلو تہی کرو تو وہ ایک قوم پیدا کر دیگا کہ اسکی خدمت بجا لائیگی ...... اور وہ وقت چلا آتا ہے کہ تم پھر مجھے نہین دیکھو گے
اور بہتونکو حسرت ہوئی کہ کاش ہمنے نظر کے سامنے کوئی قابل قدر کام کیا ہوتا ..... اور اگر تم اسقدر خدمت بجا لاؤ کہ اپنی
غیر منقولہ جائداد دنکو اس راہ مین بیچ دو پھر بھی ادب سے دور ہوگا کہ تم خیال کرو کہ ہمنے کوئی خدمت کی ہے ....
مین یہ بھی کہتا ہون کہ **اس خدمت کے ساتھ دوسری خدمات مین بھی سُست مت ہو** "

آخر مین میری یہ استدعا ہے کہ جس صاحب کو یہ اشتہار پہونچے وہ کوشش کرے کہ دوسرون تک بھی اسے پہنچا دے -

الراقم - خاکسار محمد علی مینجر ریویو آف ریلیجنز قادیان ضلع گورداسپور